بیاد
شیخ الحدیث حضرت مولانا
محمد سرفراز خان صفدر
نوراللہ مرقدہ

فیضان
حضرت مولانا
قاضی مظہر حسین
نوراللہ مرقدہ

اکابرین دیوبند بالخصوص شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی
کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلہ صفدر

84 فروری 2018 — جمادی الاولیٰ / جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ

ارشاد فرمایا: آج کل تصوف وسلوک میں بعض لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ سالک کو ایک متعینہ مدت مثلاً ایک ماہ کے لیے پہلا سبق دیتے ہیں، اس کے بعد (احوال کو جانچے بغیر ہی) دوسرا سبق دے دیا جاتا ہے اور پھر تیسرا، جب اسباق مکمل ہو جاتے ہیں تو اجازت وخلافت بھی دیدیتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ اس کو مثال سے ایسے سمجھیں کہ: میں نے کسی کو کپڑے دھونے کا کہا، وہ دھو کر لایا، لیکن داغ باقی تھے، تو میں اُسے کہوں گا کہ: دوبارہ دھو کر لاؤ! دوسری مرتبہ بھی اگر کوئی داغ ہو گا تو پھر اسے کہوں گا کہ سہ بارہ دھو کر لاؤ حتی کہ وہ کپڑا صاف ستھرا ہو جائے۔ اَب یہ تو دھونے والے پر موقوف ہے کہ وہ اسے کتنی محنت اور توجہ سے دھوتا ہے اور اسے دھونے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ لیکن جب تک وہ کپڑا صاف نہیں ہو گا اسے اگلا کام نہیں دیا جائے گا۔ لہٰذا جب تک سالک پہلا سبق مکمل نہیں کرے گا، محض مدت گزر جانے کی وجہ سے اگلا سبق نہیں دیا جا سکتا۔ [ملفوظاتِ حبیب: ۱۹]

زیرِ اہتمام
مظہریہ دارالمطالعہ جہان سوہڑو

0312 4612774 0334-4612774
khadim.khan4@yahoo.com

یا اللہ مدد | عقیدۂ حیات النبی زندہ باد | شانِ رسالت ﷺ زندہ باد | اصلی کلمہ اسلام: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ | شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم زندہ باد | مقام امام اعظم ابو حنیفہ زندہ باد | حق چار یار رضی اللہ عنہم

اکابرین دیوبند، بالخصوص شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

کے افکار و نظریات کا بے باک ترجمان

مجلّہ صفدر

بفیضان

مظہر شریعت و طریقت قائد اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ

تلمیذ رشید و خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

بیاد

محدثِ عرب و عجم آبروئے دیوبند امامِ اہل السنۃ والجماعۃ

شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ

تلمیذِ رشید: شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

خلیفہ مجاز: امام الموحدین رئیس المفسرین حضرۃ مولانا حسین علی نور اللہ مرقدہ

مفسر قرآن ولی کامل حضرۃ مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ	فقیہ العصر ترجمان دیوبند حضرۃ مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ
شیخ المشائخ امام الاولیاء حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد نور اللہ مرقدہ	فخر اہل سنت وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرۃ مولانا عبد اللطیف جہلمی نور اللہ مرقدہ
حکیم العصر شہید اسلام حضرۃ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید نور اللہ مرقدہ	امین ملت مناظر اسلام حضرۃ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ
پاسبان مسلکِ احناف، شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد حنیف نور اللہ مرقدہ	ترجمان مسلکِ دیوبند مولانا نور محمد تونسوی نور اللہ مرقدہ
وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرۃ مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید نور اللہ مرقدہ	جانشین شہید اسلام محقق العصر حضرۃ مولانا سعید احمد جلالپوری شہید نور اللہ مرقدہ

بدعا: وکیل صحابہ رضی اللہ عنہم حضرۃ مولانا عبد الستار تونسوی نور اللہ مرقدہ — حکیم العصر شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبد المجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

سرپرست

پیر طریقت شیخ الحدیث حضرۃ مولانا حبیب الرحمٰن سومرو صاحب مدظلہ

نگران

وکیل احناف مناظرِ اسلام حضرۃ مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب مدظلہ

مدیر اعلیٰ	مدیر مسئول	مدیر
مولانا جمیل الرحمٰن عباسی	مولانا احسن خدامی	حمزہ احسانی
0301-7790908	0320 4902150	0307-5687800

فی شمارہ: 25......زر سالانہ: 300 روپے

برائے رابطہ: احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ، محلہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

ترتیب

۱	روح کی غذا......	شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ	5
۲	علاج کے علاوہ بہت زور زور سے ذکر ثواب نہیں!..	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	13
۳	اہل باطل سے اشتراک اور مولانا جہلمی کی حق پرستی..	مولانا قاضی مظہر حسینؒ......	14
۴	ملفوظات حبیب......	مولانا حبیب الرحمٰن سومرو...	19
۵	فن حدیث میں ناصر الدین البانی غیر معتبر ہیں......	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم	20
۶	مظاہر حق [جدید ایڈیشن] کے مرتب کی بد دیانتی.....	مولانا مفتی شیر محمد علوی......	21
۷	معروف دانشور......	مولانا طلحہ السیف......	26
۸	امکانِ کذب باری اور آل غیر مقلدیت (آخری).	مولانا مفتی رب نواز......	31
۹	قارئین کی ڈاک......	مولانا طلحہ رحمانی......	39
۱۰	تحفظ عقائد اہل سنت (اکابر کا حقیقی مسلک) پر تبصرہ	ماہنامہ الفاروق......	41

کیا دعویٰ معصومیت سے اجراءِ نبوت پر استدلال غلط ہے؟

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ لکھتے ہیں:

''غیر نبی کے لیے دعوی معصومیت کو غلط کہیں کہ یہ عقیدہ غلط ہے۔ لیکن اس سے دعوی نبوت، یا نبوت کے اجراء کی دلیل لانا تو غلط ہے۔'' [ماہنامہ لولاک: ۴۸، رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ/ستمبر ۲۰۰۹ء]

جبکہ......(۱) امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے مجوزہ بارہ امام رسول خدا ﷺ کی مثل اور ہم مرتبہ ہیں۔ اور اسی طرح معصوم و مفترض الطاعۃ ہیں۔'' [بطلان مذہبِ شیعہ: ۳۶]

''اہل سنت کہتے ہیں کہ: معصوم ہونا خاصہ انبیاء ہے، آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو آپ کا مثل اور معصوم و مفترض الطاعۃ ماننا شرک فی النبوت اور ختم نبوت کا انکار ہے۔'' [مقدمہ تفسیر آیات خلافت: ۱۸]

مفسر قرآن حضرت مولانا عبدالحمید سواتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رافضیوں نے اماموں کو نبی کے برابر ٹھہرالیا، کہتے ہیں کہ: انبیاء کی طرح امام بھی ''معصوم'' ہوتے ہیں۔...''امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **''تفہیماتِ الٰہیہ''** میں لکھتے ہیں: اماموں کی معصومیت کو تسلیم کرنا ختم نبوت کے انکار کے مترادف ہے۔ اگر نبی کے علاوہ امتی بھی معصوم بن جائیں تو پھر نبی کی نبوت کہاں گئی؟'' [معالم العرفان: ۲۲۸/۱۴]

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی، بہاول پور

اُنہی ﷺ کی عظمت کے ہیں ترانے، گلی گلی میں، نگر نگر میں

نبیؐ کی اُلفت، نبیؐ کی چاہت، مہک رہی ہے دِل و جگر میں
اُنہی کی عظمت کے ہیں ترانے، گلی گلی میں، نگر نگر میں

چمن چمن میں ہے اُن کا چرچا، دَمن دَمن میں ہے اُن کا شہرہ
ہے اُن کی مدحت مَلک مَلک میں، ہیں اُن کے نغمے بشر بشر میں

ہے چاند تاروں کی روشنی میں، اُنہی کے اَنوار کی تجلی
اُنہی کے رُخ کی کرشمہ سازی، کرن کرن میں، سحر سحر میں

زَر و جواہر کی کیا ہے قیمت، ہے تاجِ شاہی کی کیا ہے وقعت؟
نبی کی مدحت سرائی کرنا، عزیز تر ہے نظر نظر میں

ہیں مدح خواں اُن کے حور وغلماں، ہیں اُن کے مدّاح جن وانساں
زہے مقدر کے ہوں لبوں پر، اُنہی کی نعتیں سفر حضر میں

ہیں خوب اُن کے سبھی صحابہؓ عظیم ہے اُن کا سارا کنبہ
وہ جنؓ کی عظمت کے گیت گونجے، جبال وصحرا میں بحر و بر میں

ہے سیر گہ اُن کی عرش و کرسی، ہیں انبیاءؑ کے وہ تاج وَر بھی
جمیلؔ کیا کیا کمال دیکھے، جہاں نے اس سید البشر میں

☆......☆......☆......☆

عثمان محمود، لاہور

منقبت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کہی ہے منقبت، دِل میں عقیدت عائشہؓ کی ہے
کہ ماؤں سے کہیں بڑھ کر فضیلت عائشہؓ کی ہے
وہ دِل خوش بخت ہے جس میں محبت عائشہؓ کی ہے
وہ دِل بدبخت ہے جس میں کدورت عائشہؓ کی ہے
نبی ﷺ کے قلب اطہر میں رہی جو آخری دم تک
محبت ہے خدیجہؓ کی، وہ چاہت عائشہؓ کی ہے
زمیں پر سب سے افضل ہے اُنہی کا حجرۂ اقدس
یہ وہ حجرہ ہے جس کے ساتھ نسبت عائشہؓ کی ہے
نہ حرف آئے کبھی اُس مادرِ اُمت کی حرمت پر
ہیں جس پہ مال و جاں قرباں، وہ حرمت عائشہؓ کی ہے
نبی ﷺ کے اُمتی سارے اُنہی کی چاکری میں ہیں
دِلوں پر اَب قیامت تک حکومت عائشہؓ کی ہے
ہماری رہبری کے واسطے تاریک راہوں میں
چراغِ راہ جو سیرت ہے، وہ سیرت عائشہؓ کی ہے
وہی کامل ہے مؤمن جو تیری تطہیر کو مانے
ہے قرآں جس کا شاہد وہ طہارت عائشہؓ کی ہے
کرم عثمان! تم پر اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟
لبوں پر اِس گھڑی تیرے جو مِدحت عائشہؓ کی ہے

☆......☆......☆......☆

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

روح کی غذا

مادّہ پرستی:

روح کے سوال پر جو آندھی پہلے چلی تھی وہ آج بھی چل رہی ہے۔ مادّہ پرستی جس کو کہتے ہیں وہ یہی بدن کی پرستش ہے، بدن کی پرستش کے لیے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی جاتی ہیں، تعلیم بھی بدن کی پرستش کے لیے ہوتی ہے، زراعت بھی بدن کی پرستش کے لیے ہوتی ہے، ڈاکٹری بھی اسی کے لیے ہوتی ہے، انجینئری بھی بدن کی پرورش اور آسائش کے لیے ہوتی ہے. غرض کوششوں کی آندھی ہے، جو چل نکلی ہے تھمنے کا نام نہیں لیتی، یہ سب چیزیں اور ساری کوششیں بدن کی خدمت کے لیے ہوتی ہیں۔ یہی مادّہ پرستی ہے مادّہ پرستی میں مبتلا ہو کر انسان روح کی طرف سے پورے طور پر غافل ہو گیا ہے۔

انسان کی بیوقوفی:

روح جسم کی حقیقت ہے، مگر انسان روح کے لیے کچھ نہیں کرتا۔ یہ بڑی بیوقوفی کی بات ہے کہ انسان عقل مند ہونے کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر کام بے عقلی کا کرتا ہے جو بیکار چیز کی خدمت میں لگا ہوا ہے، انسان کی عقل تو دیکھو کہ بدن میں درد ہے تو علاج کے لیے لباس کی طرف متوجہ ہو گیا، اگر بدن میں درد ہے تو کیا یہ عقلمندی ہے کہ اِس درد کو دُور کرنے کے لیے لباس کی خدمت کرے؟ اگر بدن زخمی ہے اس میں بیماری ہے تو کیا بدن کے اُوپر کے کپڑوں کی خدمت کرنے سے فائدہ پہنچے گا؟ کیا نئے نئے کپڑے پہنا کر بدن کی بیماری دُور کی جاسکتی ہے؟ کیا نئی نئی پوشاکوں سے بدن کو زینت بخش کر اس کے زخموں کا علاج کیا جاسکتا ہے؟ بدن کے اندر تکالیف ہوں، بیماریاں ہوں بدن میں درد ہو، وہ لاغر ہو گیا ہو، وہ کمزور و ناتواں ہو گیا ہو تو کیا بدن کے اُوپر نئے نئے کپڑوں اور نئی نئی پوشاکوں کے ڈال دینے یا اسے بدن پر پہنا دینے سے وہ تکلیفیں وہ بیماریاں وہ درد اور اُس کی لاغری و ناتوانی دُور ہوسکتی ہے؟

میرے بھائیو! سوچو اور خوب غور کرو کہ کیا ہم ایسا نہیں کر رہے ہیں؟ اور کیا ایسی صورت میں ہمارا یہ کام دانائی کا ہے؟ بدن کا درد دُور کرنے کے لیے بدن کا علاج کرنا چاہیے، اس کے اندر بیماری ہے تو اس بیماری اور تکلیف کو دُور کرنے کے لیے علاج کرنا چاہیے، جس طرح بدن تکالیف اور بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح روح کی بھی تکالیف اور بیماریاں ہیں، ہر زمانہ میں روح کی خبر گیری کرنا سکھانے کے لیے

پیغمبروں نے بہت کوششیں کیں، روح کی خبر گیری کرنے کو اُنہوں از حد ضروری سمجھا، آج بھی بیوقوفی کا چاروں طرف دور دورہ ہے، مادّیت کا زور ہے، جس میں سوائے تباہی کے اور کچھ نہیں، کیونکہ انسان اس بیوقوفی میں مبتلا ہے کہ زندگی اس دنیا ہی کی ہے اور اس کے بعد کچھ نہیں، اس بیوقوفی کی وجہ سے انسان دنیا میں غرق ہوگیا ہے، حالانکہ دنیا کی زندگی بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔

دنیاوی زندگی کی مثال:

آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں مجھ کو دنیا سے کیا کام، میرا تو دنیا میں ایسا معاملہ ہے کہ ایک سوار ہے جو چلا جا رہا ہے۔ دنیا کی زندگی کی بس اتنی حقیقت ہے کہ ایک سوار ایک مقام سے نکلا ہے اُس کا مقصد دوسرے مقام پر پہنچنا ہے، وہی اس کی منزل ہے، اگر وہ سوار یا مسافر دوسرے مقام تک جانے والے راستہ ہی کو منزل سمجھ لے اور اسی کو مقصد قرار دے لے تو یہ اُس کی نادانی ہے، یہی حال اُن انسانوں کا ہے جو دنیا ہی کو منزل سمجھ بیٹھے ہیں، اسی لیے آقائے نامدار ﷺ نے دنیا میں استغراق منع فرمایا ہے۔ دنیا سے وہ راستہ گزرتا ضرور ہے جو منزل تک چلا گیا ہے مگر ٹھہرنا تو صرف منزل پر ہوتا ہے اس منزل میں ٹھہرنے کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہے اُس کی طرف آقائے نامدار ﷺ نے توجہ مبذول فرمائی ہے۔

آقائے نامدار ﷺ کی نو (۹) بیویاں تھیں، ان میں سے ہر ایک کے لیے جو مکان بنایا وہ کچی اینٹوں کا تھا، حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے حجروں میں جایا کرتا تھا تو میرا سر حجروں کی چھتوں سے لگ جایا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے ان مکانوں کی دیواریں کچی انیٹوں کی کس لیے تعمیر فرمائیں؟ کیا آپ چاہتے تو پختہ مکانات تعمیر نہیں کروا سکتے تھے؟ آپ کے پاس ہزاروں نہیں لاکھوں دینار آتے تھے، آپ نے اُن میں سے نہ اپنے لیے، نہ ازواجِ مطہراتؓ کے لیے، نہ ہی اپنی اولاد کے لیے، نہ حسنینؓ کے لیے، نہ اپنی بیٹی کے لیے، کسی کے لیے کچھ نہیں لیا، حضور ﷺ نے دنیا کے آرام کو بیکار سمجھا، اسی لیے آپ نے بلند اور پختہ وسیع اور کشادہ مکانات تعمیر نہیں فرمائے۔

حضور ﷺ کے مکانات کو عبد الملک بن مروان نے اپنی نظامت کے دنوں میں تڑوا کر مسجد میں شامل کر دیا، اُسی زمانہ میں اُس وقت کے اکابرین نے کہا تھا کاش ان حجروں کو نہ توڑتا، تاکہ دیکھنے والے دیکھتے کہ حضور ﷺ نے کیسی زندگی گزاری اور آپ کے مکانات کیسے تھے۔

آقائے نامدار ﷺ کو دولت کی کمی نہیں تھی، اللہ نے اپنے رسول سے پوچھا: آپ چاہیں تو پہاڑ سونے کے کردیں، حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! اگر آپ فرمائیں تو رب العالمین آپ کو بادشاہ بنادے گا، جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہت دی گئی تھی، ہمارے آقا ﷺ

نے نہ پہاڑ سونے کے مانگے، نہ سنگریزوں کو سونا بنا دینے کی خواہش ظاہر کی اور نہ بادشاہت مانگی، اس بادشاہت، سونے کے انبوہ اور دولت کے عوض آپ نے اللہ سے کیا مانگا التجا کی تو یہ ''اے اللہ! مجھے مسکین رکھ، میری اولاد کو مسکینی دے اور آخرت میں بھی مجھے مسکینوں میں اُٹھا'' ہمارے آقا ﷺ نے سیم وزر (چاندی سونا[ناقل]) بالکل نہیں مانگا، کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ دنیا فانی ہے، اس بدن کی خدمت میں لگ جانا عبث ہے، آخرت کے لیے تیاری ضروری ہے اور روح کے لیے سامان فراہم کرنا ہے، اسی لیے آپ نے سونا چاندی کی طلب نہ کی اور اسے اپنے آپ سے دُور رکھا۔ آپ کی بیٹی فاطمہؓ نے اپنے بچوں یعنی حسنینؓ کو ایک دن چاندی کے کڑے پہنا دیئے، دونوں نواسے نانا ﷺ کے پاس آئے آقائے نامدار ﷺ نے دیکھا تو انہیں لوٹا دیا تھا۔ حضرت امام حسنؓ ماں کے پاس آکر رونے لگے حضور ﷺ نے اپنے نواسوں کو کیوں لوٹا دیا تھا؟ صرف اس لیے کہ چاندی کے کڑے انہیں پہنا دیے گئے تھے، جب چاندی کے کڑے نکال کر انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا گیا تو آپ نے حسبِ معمول اپنے پاس بلالیا، یہ تھا سونے چاندی سے حضور ﷺ کا سلوک اور آپ کی تربیت۔

اپنی اولاد کے لیے حضور ﷺ نے کیا مانگا:

آقائے نامدار ﷺ نے اپنی اولاد کے لیے اللہ سے کیا مانگا؟ دعا کی ''اے اللہ! محمد (ﷺ) کی اولاد کو ضرورت کے موافق دے نہ زیادہ نہ کم۔''

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کبھی اہلِ بیت کو بادشاہی نہیں ملی، آپ کی اولاد کو امامت ملی، ولایت ملی، اللہ کا قرب ملا، آپ کی اولاد نے تقرب الٰہی کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے پائے، روح کی پاکیزگی کے لیے ہمیشہ مصروف رہے، آپ کی اولاد حضرت فاطمہؓ، حضرات حسنینؓ، حضرت زین العابدینؒ یہ تمام کے تمام روحانیت کے اعلیٰ مدارج کے حصول میں مشغول رہے۔

حضرت زین العابدینؒ کا نام سجاد تھا، بہت زیادہ سجدے کرنے والے، کثرتِ عبادت کی وجہ سے یہ نام پڑ گیا اب زین العابدینؒ نام رہ گیا، آپ بڑے عبادت گزار تھے آپ کو بادشاہی تو نہیں ملی، مگر آپ کے لیے اللہ کے بندوں کے دلوں میں جگہ تھی، حج کے موقع پر ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان بھی حج کو آیا تھا، اُس نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کا بہت ادب کر رہے ہیں، اِس پر اس نے تعجب کیا کہ کون شخص ہے جس کا لوگ اس قدر ادب کر رہے ہیں اُس نے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کچھ جواب نہ دیا، ابن مروان حاکم تھا مگر لوگ اس کا ادب اس قدر نہیں کر رہے تھے، یہ تھی مقبولیت جو اللہ کے رسول ﷺ کی اولاد کو حاصل تھی، حکومت نہیں تھی مگر دلوں میں جگہ تھی یہ عبادتِ الٰہی کی برکات تھیں۔

اے بھائیو! روح کی بیماریوں کو دُور کرو، بدقسمتی سے مسلمان بھی دنیا کے ساتھ غلط راستے پر جا رہے ہیں، مسلمانوں کو روح کی بھلائی کے لیے کام کرنا چاہیے آخرت میں یہی کام آنے والی چیز ہے، اس سے ہم جنت میں جا سکیں گے۔

اے ایمان والو! اللہ کا ذکر خوب کرو، اُس کی تعریف بیان کرو، اُس کی رحمتیں تم پر صبح وشام برستی رہتی ہیں، تم اندھیروں سے نکل جاؤ، ناپاکیوں سے نکل جاؤ، خرابیوں سے پاک ہو جاؤ، ایمان والوں پر اللہ کے بہت بڑے احسانات ہیں، ان کے لیے بڑے بڑے درجے ہیں، قیامت میں ایمان والوں کے لیے بہت بڑا اجر ہے، بہت بڑا مرتبہ ہے، بہت بڑا اعزاز ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کیا جائے گا، فرشتے تمہیں سلام کریں گے، سلام ہر کس وناکس کو نہیں کیا جاتا، بڑوں کو سلام کیا جاتا ہے، بزرگوں اور نیکوں کو سلام کیا جائے گا، جس وقت وہاں ملاقات ہوگی ایمانداروں میں تو آپس میں بھی سلام ہوگا اور خطاب ہوگا ،تمہارے لیے بہت معزز (بڑا[ناقل]) اجر ہے، مسلمانو! ذکر کرو اللہ کا، عبادت کرو اللہ کی، اس معزز اجر کو حاصل کرنے کے لیے صبح وشام کوشش کرو، اللہ کو یاد کرو، غفلت چھوڑ دو، للہ غفلت چھوڑ دو، غفلت کے پاس بھی نہ جاؤ۔

ذکر اللہ کا حکم:

اللہ نے ذکر کا حکم دیا ہے، یہ نہیں کہا کہ ذکر کرو دل سے، یہ نہیں فرمایا کہ ذکر کرو روح سے، بلکہ ذکر کرنے کا حکم دیا ہے، جس طرح انسان کے جسم کے اعضا ہیں، اسی طرح روح کے بھی اعضاء ہیں، جاننے والے جانتے ہیں کہ جسم کے اعضاء کیا ہیں، بہت سارے اعضائے جسم نظر آتے ہیں آپ کو، بہت سارے اعضاء نظر نہیں آتے کیونکہ جسم کے اندر ہوتے ہیں، جرّاح (سرجن[ناقل]) بھی ان کو نہیں جانتے حالانکہ انہیں دیکھنے کے مواقع حاصل رہتے ہیں، کسی کو کم کسی کو زیادہ۔

روح کے اعضاء:

اسی طرح روح کے بھی اعضاء ہیں، سب نہیں جانتے، مگر جاننے والے جانتے ہیں، جس طرح ''دل'' ایک عضو ہے ''اخفیٰ'' بھی ایک عضو ہے، اللہ کا ذکر اخفیٰ سے ہو، خفی ہو یا جلی ہو، اللہ نے ذکر کرنے کو کہا ہے، یہ نہیں کہا کہ کھڑے رہ کر کرو یا بیٹھ کر کرو بلکہ جس طرح چاہو کرو، مگر ذکر کرو۔

ذکر کے لیے قید نہیں:

نماز کے لیے کہا گیا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھیے، اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو بیٹھ کر پڑھیے، اگر بیٹھ کر بھی پوری طرح رکوع وسجود کی ادائیگی نہ ہو سکے تو اشارے سے پڑھیے، اگر بیٹھنا بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر

اشاروں سے پڑھیے، یہ پابندیاں ہیں اور یہ شرائط ہیں نماز کی، مگر ذکر کے لیے اجازت دے دی گئی ہے کہ تم جس طرح چاہو کرو، کوئی قید نہیں لگائی، نماز کے لیے وضو شرط ہے، نماز کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ کھلا نہ ہو ورنہ نماز نہیں ہوگی، ذکر کے لیے کوئی قید نہیں۔

ذکر کی کوئی تعداد متعین نہیں:

نماز کے لیے وقت مقرر ہے، اگر سورج نکل رہا ہو، سر پر ہو یا ڈوب رہا ہو تو نماز نہیں ہوتی مگر ذکر کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں، فرض نمازوں کے لیے رکعتوں کا تعین ہے، اتنی رکعتیں صبح کی اتنی ظہر کی اور اتنی عصر و مغرب اور عشاء کی، سنتوں کے لیے رکعتوں کا تعین ہے اور پھر سنن و فرائض میں تقدیم و تاخیر کا لحاظ بھی احسن ہے مگر ذکر اللہ کے لیے ایسی کوئی تقدیم و تاخیر نہیں، تعداد کی کوئی قید نہیں ہزار بار کرو، لاکھ بار کرو، ذکر کی عام اجازت ہے، جس قدر بھی ہو ذکر کرو۔

ذاکر کا مرتبہ:

آقائے نامدار ﷺ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن سب سے زیادہ افضل اور برتر کون ہوگا؟ آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کا ذکر زیادہ کرنے والے ہوں گے۔ آقائے نامدار ﷺ ہمیشہ ذکر اللہ میں رہتے تھے، کسی وقت بھی اس سے غافل نہیں رہتے تھے، حضور ﷺ عام طور پر ہنستے نہیں تھے، اللہ کا خوف ہمیشہ دامن گیر رہتا تھا، ایک مرتبہ فرمایا: اے لوگو! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، اگر تم اتنا جانتے جتنا میں جانتا ہوں تو تم نہ ہنستے اور نہ اپنی عورتوں سے لذت پکڑتے، تم جنگل میں نکل جاتے۔ مسلمانو! اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے بچانے والی کوئی چیز نہیں ہے، اس لیے اللہ سے ڈرو۔ خوفِ الٰہی کے تقاضے جس نے پورے کیے اُس نے گویا اپنی عاقبت سنوار لی، جس نے عاقبت سنوار لی وہی عقلمند ہے اور فائدہ میں ہے، بندوں پر اللہ تعالیٰ کے احسانات بے انتہا ہیں مالکِ حقیقی کی کس قدر عنایت ہم پر ہے کہ اُس نے ہمیں نوازا، ہم گندگی سے بنے، گندے نطفے سے ہماری پیدائش ہوئی، لیکن ہم پر اللہ کی عنایات ہیں، باوجود اتنے انعامات کے ہم اُس کی طرف سے غافل ہیں، اللہ نے ایسے بیش بہا انعامات دیے کہ اگر صرف ایک نعمت کی قیمت دنیا کے خزانوں سے لگائیں تو بھی قیمت پوری نہ ہو، باوجود ان عنایتوں کے ہم کس قدر کوتاہی کرنے والے ہیں، بال بچوں کی فکر ہے، کمائی کی فکر ہے، دنیا کی طلب ہے لیکن ذکر اللہ نہیں کرتے۔ یاد رکھو جب ہم ذکر کرتے ہیں اللہ کا تو اللہ ذکر کرتا ہے فرشتوں میں ذاکر کا، یہ ہے اعزاز ذاکر کا اور یہ کس قدر بڑی بات ہے کہ مالک اپنے بندے کا ذکر کرے اور اُس پر فخر کرے۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے اُس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے جب تک بندہ اللہ کی یاد

میں رہے گا تب تک بندہ کے ساتھ اللہ کی معیت ہوتی ہے۔

بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ زبانی ذکر سے کیا فائدہ؟ ایسا کہنے والے نادان ہوتے ہیں۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک بندے کے ہونٹ اللہ کے ذکر میں ملتے ہیں اللہ بندے کے ساتھ ہوتا ہے، دنیا کا محاورہ ہے: ''پروانہ کر میں تیرے ساتھ ہوں'' اسی طرح زبان سے اللہ کا ذکر کرنے والے کوکسی کی پروانہیں کیونکہ اُس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔

جولوگ یہ کہتے ہیں کہ زبانی ذکر کرنے سے فائدہ نہیں، میرے بھائیو! وہ بڑے بیوقوف ہیں، ان کی غلط باتوں میں گرفتار نہ ہوجانا، بلکہ اللہ کا ذکر کرتے رہنا، اللہ کو جب اُس کا بندہ پکارتا ہے تو مالک جواب دیتا ہے۔ میرے بھائیو! اس سے بڑی بات کیا ہوسکتی ہے کہ غلام اپنے آقا کو اور اپنے مالک کو پکارے تو مالک جواب دے، بندہ ایک قدم مالک کی طرف بڑھتا ہے تو مالک بھی اس کی طرف بڑھتا ہے بندہ چلتا ہے تو مالک کی رحمت اُس کی طرف دوڑ کر پہنچتی ہے اس لیے بزرگو اللہ کو یاد کرتے رہو مالک کو پکارتے رہو، تمام اچھے نام اُسی کے ہیں انسان ناشکرا ہے۔

میرے بزرگو! بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ چندروز ذکر کرکے چھوڑ بیٹھتے ہیں، کہتے ہیں: کچھ نظر نہیں آتا، کچھ معلوم نہیں ہوا، کوئی کرامت نہیں ہوئی، یہ بڑے نادان ہیں، بہت ہی بڑے نادان، انسان پر اللہ کا جس قدر احسان ہے کسی مخلوق پر نہیں، وہ احسنِ تقویم ہے انسان کی تخلیق کے مضمون کے لیے اللہ نے چار قسمیں کھائی ہیں:

''قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سینین کی اور اِس امن والے شہر کی کہ ہم نے انسان کو اچھی سے اچھی صورت پر بنایا۔'' [سُورۃ التین :۱۔۴]

جو درجہ انسان کو دیا، نہ سورج کو دیا نہ چاند کو نہ جمادات کو نہ نباتات کو مگر انسان اس قدر نمک حرام ہے کہ اس کی نظیر نہیں، تم کو کان دیے آنکھیں دیں اور تم دنیا کے خزانے خرچ کرنے والے ہو زمینوں اور آسمانوں میں جو کچھ ہے تمہارے لیے پیدا کیا گیا ہے، تم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ مکھی یا مچھر کو اپنے قبضہ میں لاتے، تم پر مالک کے کتنے احسانات ہیں کہ تمہارے لیے ہر چیز مسخر کردی گئی، بکری گائے، بھینس وغیرہ کو مسخر کردیا، چاند ارا ور سورج کو مسخر کر کے ان پر فرشتوں کو مقرر فرمادیا رات دن اپنے کام میں یہ مصروف رہتے ہیں۔

اور اے انسانو! تم اس طرح محفوظ ہو کہ اگر تمہاری حفاظت نہ کی جاتی تو جنات اور شیاطین تم پر چھا جاتے تمہیں اُچک لیتے حشرات الارض تمہیں چٹ کرجاتے مگر انسان ناشکرا ہے ان احسانات کے لیے

مالک کا شکر گزار نہیں ہوتا سرکشی اور نافرمانی کرتا ہے اُس کے احکامات پر عمل پیرا نہیں ہوتا، یہ سب احسانات اس انسان پر ہیں جو ناپاکی سے پیدا ہوا ہے، پیشاب یا پاخانہ کی جگہ دھو کر انسان پاک ہو جاتا ہے مگر جس ناپاکی سے پیدا ہوا ہے اُس کا ایک قطرہ بھی نکل جائے تو پورا جسم ناپاک ہو جاتا ہے جب تک پورے جسم کو یعنی سر سے لے کر پاؤں تک ناخن تک دھویا نہیں جاتا تب تک انسان کا جسم پاک نہیں ہوتا اس ناپاکی سے پیدا شدہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا اشرف عطا فرمایا ہے، جانتے ہو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا، سوچو تو سہی اللہ کی مخلوقات کا کوئی ٹھکانا ہے؟ کوئی گنتی کر سکتا ہے کتنی کتنی عجیب وغریب ہیں مخلوقات کی اقسام کتنی بڑی بڑی طاقت والی مخلوقات ہیں ان تمام پر انسان کو فضیلت دی ماں کے پیٹ سے نکلے تو تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اللہ نے سننے کی طاقت سمجھنے کی طاقت اور سوچنے کی طاقت دی، اللہ تعالیٰ کے لاکھوں احسانات ہیں جن کا کوئی شمار نہیں اور شمار کر بھی نہیں سکتے پھر انسانوں پر احسانات پر احسانات کے سلسلہ کو جاری رکھا، آسمانوں اور زمینوں سے رزق دیتا ہے، اللہ آسمانوں سے پانی زمین سے رزق اور انواع واقسام کی نعمتیں بخشتا ہے، ان انعاموں اور عنایتوں کے باجود حقیقی منعم کی یاد سے غافل رہتا ہے۔تمہارا رب ایسا منعم ہے کہ تمہارے لیے کشتی کو دریا میں لے چلتا ہے تاکہ تم اُس کے رزق کو تلاش کرو، بے شک وہ تمہارے حال پر بہت مہربان ہے''اور جب تم کو دریا میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے (جیسے موج طوفان وغیرہ سے غرق ہونے کا خوف) تو بجز خدا کے اور جتنوں کی تم عبادت کرتے تھے سب کو بھول جاتے ہو پھر جب تم کو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم پھر جاتے ہو اور واقعی انسان ناشکرا ہے۔''اس کا دھیان نہیں ہوتا انسان کو۔

میرے بھائیو! کس قدر غفلت ہے کہ ہم منعمِ حقیقی کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں یہ بہت بڑی غفلت ہے، میرے بزرگو بہت بڑی غفلت ہے اس غفلت کو چھوڑ دو خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ اللہ کا ذکر کرو خوب ذکر کرو، مالکِ حقیقی کا ہمیشہ ذکر کرتے رہو، کاروبار بھی کرو اِس سے تم کو منع نہیں کیا جاتا، منع کیا جاتا ہے تو اس سے کہ اللہ سے غافل نہ بنو، اتنی احتیاط رکھو کہ کاروبار تمہیں کہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے، بس اتنا ہی کہا جاتا ہے تم سے، بعض لوگ کہتے ہیں ان کام دھندوں سے فرصت نہیں ملتی اللہ کے ذکر کے لیے، یہ بہت بڑی غلطی ہے کوئی کاروبار اللہ کے ذکر اور اُس کی یاد سے روک نہیں سکتا تم اپنی مصروفیتوں میں اللہ کو یاد کر سکتے ہو، میں نے ایک فقیر کو عرفات میں دیکھا بھیک مانگ رہا تھا مگر اللہ سے غافل نہیں تھا، اللہ کی یاد برابر جاری تھی۔

عزیزو! تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ کے ذکر کا مطلب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر رہبانیت اختیار کر لینا ہے، نہیں ایسا ہرگز نہیں، اللہ کی یاد قائم رکھ کر تم سب کام کرو، صحابہ کرامؓ ایسا ہی کرتے تھے وہ تجارت کرتے تھے مگر ذکر

اللہ میں مصروف رہتے تھے، جہاد کا وقت آ گیا تو جہاد کرتے تھے، نماز کا وقت آ گیا تو نماز پڑھتے تھے، مگر اللہ کے ذکر سے کبھی غفلت نہیں برتتے تھے، انہیں تجارت غفلت میں نہیں ڈالتی تھی کسی طرح کی ان میں غفلت نہیں تھی۔

میرے بھائیو! اُنہیں ہمیشہ فکر رہتی تھی کہ قیامت میں کیا حال ہوگا، خوفِ الٰہی رہتا تھا، اس لیے کسی قسم کی مصروفیت اور کسی بھی قسم کی ضرورت اُنہیں ذکر سے غافل نہیں کر سکتی تھی، اللہ کے ذکر کے لیے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہاتھ سے کام کرو مگر زبان اللہ کے ذکر میں رہے، مصروف رہو ضروریات میں، مگر اللہ کا ذکر جاری رہے، ذرا کوشش تو کر کے دیکھو یہ کتنا آسان ہے، اگر تم نماز پڑھ رہے ہو مگر خدا سے لو نہیں لگی ہوئی تو اجر پورا نہیں مل سکتا، اللہ سے لو لگاؤ، شروع شروع میں ممکن ہے نہ لگے، مگر بالآخر لگ ہی جاتی ہے، اللہ کے خوف کو طاری کر لو اپنے اُوپر ہمیشہ، پھر لو لگ جانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی، یہ کہنا غلط ہے کہ دنیا کے کاروبار اللہ کی طرف متوجہ ہونے نہیں دیتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بہت بڑے بادشاہ تھے، آپ کو اللہ عزوجل نے جانوروں پر بھی حکومت دی تھی، سلطنت کا وسیع کاروبار تھا، اس کے باوجود اللہ سے ہمیشہ لو لگائے رہتے تھے، یہ بادشاہت بھی ان کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ بنا سکی۔ تو بھئی ہم جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ سے غافل نہ بنو، جو آیات واَحادیث تمہیں سناتے سمجھاتے ہیں، اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم راہب بن جاؤ، نہیں! یہ مطلب نہیں ہے، سب میں رہو، مگر اِن مصروفیتوں کے ہو کر نہ رہ جاؤ، صرف اللہ کے ہو کر رہو۔

میرے عزیزو! اگر میں ان آیات واحادیث کو سناتا رہوں جن میں اللہ کے ذکر کی فضیلت ہے تو نہ سنا سکوں، بے انتہا ہے ذکر کی فضیلت۔ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں تمہیں ایک عمل بتاؤں جو تمام اعمال سے بہتر ہے، خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پاک، تمہارے درجوں کو زیادہ بلند کرنے والا اللہ کی راہ میں سونے چاندی کے خرچ کرنے سے بہتر ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی افضل ہے، ایسا جہاد جس میں تم دشمنوں کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔

صحابہؓ نے عرض کیا: فرمائیے! حضور ﷺ نے فرمایا: '' اللہ کا ذکر''!!!

بھائیو! اللہ کی تمام صفات کا ذکر کرو، اپنی عمر ضائع نہ کرو، اللہ کی یاد میں جو وقت گزرے گا وہ بیکار اور ضائع نہیں ہوتا۔ ذاکر کی مثال زندہ کی ہے اور غیر ذاکر کی مثال مردہ کی، جو زندگی غفلت میں گزرتی ہے وہ مردہ ہے جو اللہ یاد میں گزرتی ہے وہی زندگی ہے۔ یہی وقت ہے کمانے کا جب موت آئے گی تو وقت نہیں رہتا کمانے کا، آج وقت ہے، آج ہی اپنی زندگی میں توشہ کما لو، سفر درپیش ہے تیاری کر لو، اللہ عزوجل اور

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو، صورت اور سیرت کو اُس کی مرضی کے مطابق بناؤ، ڈاڑھیاں رکھو، غیروں کی صورتیں نہ بناؤ، دوسروں کی صورتیں نہ بناؤ، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اپنی صورت بناؤ، یہ بڑی بیوقوفی ہے کہ غفلت میں رہو، عمر بڑھتی نہیں گھٹتی ہے۔

میرے بھائیو! جاگو! خدا سے ڈرو، خدا کا ذکر کرو، دھوکہ میں نہ رہو، انسان دھوکہ میں ہے، اس لیے وہ غفلت کرتا ہے، حضور کے قدم بہ قدم چلنے کی کوشش کرو، ان کی صورت جیسی تھی ویسی بناؤ عاشق کو اپنے معشوق کی ہر چال پیاری ہوتی ہے، تمہیں بچے سے پیار ہے تو اُس کا کپڑا بھی پیارا ہوتا ہے، حضور ﷺ کی صورت بناؤ گے تو پیارے ہو جاؤ گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے تم میری فرماں برداری کرو گے تو خدا تم سے محبت کرنے لگے گا اور تم خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ محبت کی آنکھ کوئی عیب نہیں دیکھتی، اگر تم اللہ کے بن گئے صورت اور سیرت رسول کی بنالی تو اللہ کے بن جاؤ گے، اپنی عمر کے حصہ کو غنیمت سمجھو، قرآنِ پاک جیسی کتاب کو غنیمت سمجھو، عمر ضائع نہ کرو، دن رات اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ کا ذکر کرو، نیکوں کی صحبت اختیار کرو، نافرمانوں کی صحبت سے بچو۔

آقائے نامدار ﷺ نے بڑی تاکید کی ہے بری صحبت سے بچنے کی، اس لیے یہ دیکھ لو کہ تم کس سے دوستی کرتے ہو، صرف اُن کی صحبت اختیار کرو جو اُس کے تابع ہیں۔ (بشکریہ ماہنامہ انوار مدینہ، لاہور)

☆......☆......☆......☆

علاج کے علاوہ بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں!

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر، (خواہ) اپنے دِل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ، اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں میں سے مت ہونا۔

[اعراف:۲۰۵]

ف:اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں، لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں، علاج کے طور پر بتلادیں تو جائز ہے۔ اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دِل پر زیادہ اثر ہوتا ہے، لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے، نہیں تو گناہ ہوگا۔‘‘

[حیوۃ المسلمین:۲۱۰، از: حضرت تھانوی رحمہ اللہ۔ تسہیل: مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ]

قائداہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ (خلیفہ مجاز: شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ)

اہل باطل سے اشتراک......اور......مولانا جہلمی رحمہ اللہ کی حق پرستی

ماہنامہ ''حق چاریار'' (جہلمی نمبر) کے ''مردِحق پرست'' نامی مضمون سے اقتباس

اہل باطل سے اشتراک کی انتہاء:

۱۹۹۱ء کا واقعہ ہے، میاں نواز شریف سے اختلاف کی بناپر مولانا عبدالستار خان نیازی نے وزارت سے استعفیٰ دیدیا۔ حکومت کے خلاف ایک متحدہ کمیٹی بنائی گئی، جس کا اجلاس مولانا عبدالستار نیازی صاحب کی رہائش گاہ پر رکھا گیا، اجلاس کے اختتام پر نماز مغرب کا وقت آگیا تو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جمعیۃ علمائے اسلام بلوچستان کے امیر مولانا محمد خان شیرانی نے امامت کے لیے تحریک جعفریہ کے سربراہ ساجد نقوی کو آگے کردیا اور نیازی، شیرانی اور قاضی حسین احمد نے نقوی کی اقتداء میں نماز پڑھی، البتہ مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا قاضی عبداللطیف صاحب (آف کلاچی) نے نقوی کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی۔ فرمایئے! ساجد نقوی صاحب کا کلمہ، اذان، وضو، نماز، جنازہ وغیرہ اہل سنت جدا ہیں۔ اور خاص کر ان کا عقیدہ امامت تو ایسا ہے کہ جو اس کو تسلیم نہ کرے وہ ان کے نزدیک مومن بھی نہیں ہے، حتی کہ صحابہ کرام، خلفائے راشدین، امہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جو اس عقیدہ امامت کو تسلیم نہیں کرتے وہ بھی مومن نہیں ہیں۔ العیاذ باللہ

اور کلمہ واذان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے ''علی ولی الله، وصی رسول الله وخلیفته بلا فصل'' سے وہ پہلے تین خلفائے راشدین کی خلافت راشدہ کی قطعی طور پر نفی کرتے ہیں۔ اس کے باوجود مولانا شیرانی وغیرہ نے ان کی اقتداء میں نماز جیسی فرض عین عبادت ادا کی، تو گویا کہ انہوں نے نماز جیسی اہم عبادت کو ''مروجہ جمہوری سیاست'' کے تابع کردیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

ماہنامہ حق چاریار لاہور کے شمارہ اپریل ۱۹۹۱ء میں بھی اس منحوس واقعہ کا ذکر موجود ہے۔

دوسری جمعیت:

دوسری جمعیۃ علمائے اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ہیں، وہ ملی یکجہتی کونسل کے جنرل سیکرٹری ہیں، اس کونسل میں سنی بھی ہیں اور شیعہ بھی، ساجد نقوی بھی اور یزدانی آنجہانی بھی، مولانا عبدالستار نیازی بریلوی بھی اور مولانا لکھوی اہل حدیث بھی۔ یہ سب ایک ہی

''ملت'' کے افراد بن گئے اور خلفائے راشدین کو مومن نہ ماننے والے اور ان کو منافق وغیرہ قرار دینے والے بھی اور صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کو مومن اور جنتی ماننے والے بھی آپس میں مومن بھائی بھائی بن گئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت لاہوریؒ کے مرکز میں حق و باطل کا امتزاج:

ابھی حال ہی میں مفسر قرآن، قطب زماں حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرکز شیرانوالہ میں آپ کے پوتے میاں اجمل قادری نے ۱۷رمئی ۱۹۹۸ء کو کُل جماعتی کانفرنس رکھی تھی، اس کی روداد جو ''ہفت روزہ خدام الدین لاہور'' میں شائع ہوئی ہے، اس میں لکھا ہے:

''مرکز اہل حق خدام الدین شیرانوالہ میں منعقدہ اس عظیم الشان آل پاکستان کل جماعتی کانفرنس میں جمعیۃ علماء اسلام (ف) اور (س)، جمعیۃ علمائے پاکستان (نیازی) اور (نورانی)، مجلس تحفظ ختم نبوت، تحریک جعفریہ، سپاہ صحابہ پاکستان، مجلس احرار سلام، تنظیم الاخوان، جمعیۃ المشائخ، تحریک انصار الاسلام، عوامی قیادت پارٹی، پاکستان ملی پارٹی، تحریک احتساب پاکستان، پاکستان شریعت کونسل، جماعت اہلحدیث کے تمام گروپ، پاکستان جمہوری پارٹی اور اتحاد العلماء کے سربراہوں، نائب صدور یا نمائندوں نے شرکت کی، جس میں مولانا محمد اکرم اعوان، جنرل (ر) حمید گل، جنرل (ر) اسلم بیگ، اعجاز الحق، پروفیسر ساجد میر، حافظ حسین احمد، صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی، مولانا محمد احمد لدھیانوی، محمد خان لغاری، میاں عصمت اللہ کاکاخیل، مولانا محمد یوسف شاہ، صاحبزادہ طارق محمود، پیر محمد ابراہیم، ڈاکٹر غلام محمد، مولانا فیروز خان اور مولانا اللہ وسایا نے شرکت کی۔

اس کانفرنس کے صدر مولانا سمیع الحق صاحب تھے۔ میاں اجمل قادری نے تمام مدعوین کا شکریہ ادا کیا، پھر مولانا سمیع الحق نے خطبہ استقبالیہ پڑھا، ان کے بعد آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، جنرل (ر) اسلم بیگ، ساجد نقوی، مولانا اللہ وسایا اور اعجاز الحق نے تقاریر کیں۔'' (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ہفت روزہ خدام الدین، ۲۶رمئی ۱۹۹۸ء، ۲رصفر ۱۴۱۹ھ)

یہ ہے حق و باطل کا امتزاج واجتماع جس پر مولانا سمیع الحق اور میاں اجمل قادری خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔

شیرانوالہ کا وہ مرکز رشد وہدایت جہاں حضرت لاہوری قدس سرہ کے دور میں مودودیوں اور شیعوں کے اثرات کا نام ونشان نہ تھا، آج یہ مرکز ان کی شرکت کا محتاج ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ جمہوری علماء کس اسلام کا انقلاب لائیں گے؟ یہ علماء حق کا حال ہے تو جنرل حمید گل کیا سمجھے کہ شیعہ عقیدہ امامت اور اسلام کے

عقیدہ خلافت راشدہ میں کیا فرق ہے؟

اور ایک حیرت انگیز انقلاب ''خدام الدین'' میں یہ بھی آیا ہے کہ پہلے تو میاں اجمل قادری صاحب کو ''جانشین امام الہدیٰ مولانا عبداللہ انور'' لکھا جاتا تھا، اور اب لکھتے ہیں: ''قطب عالم، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا میاں اجمل قادری''۔ (ملاحظہ ہو ہفت روزہ خدام الدین)

شیعہ، مودودی سے اسی اتحاد کی وجہ سے مولانا (عبداللطیف) جہلمیؒ نے شیرانوالہ سے اپنا تعلق منقطع کر دیا تھا۔ یہ ہے مولانا جہلمی کی دینی غیرت اور استقامت جو دورِ حاضر میں کسی کسی عالم کو نصیب ہوتی ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

چکوال کے نقشبندی:

چکوال کے مولوی عبدالرحیم صاحب نقشبندی (ابن حافظ غلام حبیب صاحب نقشبندی) دارالعلوم حنفیہ کے مہتمم اور جمعیۃ علمائے اسلام (س) کے صوبائی امیر اور ان کے بھانجے مولوی عبدالشکور صاحب نقشبندی ضلعی امیر ہیں۔ جب مرکزی سطح پر مولانا سمیع الحق صاحب اور میاں اجمل صاحب قادری کے شیعہ علامہ ساجد نقوی وغیرہ کے ساتھ اچھے مذہبی مراسم ہیں تو نچلی سطح پر ان کے باہمی مراسم کیوں نہ مضبوط ہوں گے؟ چنانچہ اہل تشیع کی معاونت سے ہی مولوی عبدالشکور صاحب نقشبندی کونسلر منتخب ہوئے ہیں۔ اور ان کے باہمی مذہبی مراسم کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ مولوی عبدالرحیم صاحب نقشبندی نے ایران کا دورہ کیا ہے اور واپسی پر جو انہوں نے انٹرویو دیا ہے، حسب ذیل ہے:

''ایران میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، ایران میں ہمیں کہیں بھی مذہبی دل آزاری کا کوئی واقعہ دیکھنے میں نہیں آیا، مدرسہ امام خمینی میں تمام مسلک کے طلبہ وطالبات دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔'' مولانا عبدالرحیم نقشبندی کی ''خبریں'' سے گفتگو۔

''چکوال (ڈسٹرکٹ رپورٹر) ایران میں مسلمانوں کے تمام فرقے باہم شیر وشکر ہو کر زندگی گزار رہے ہیں، پورے ایران میں کسی بھی فرقہ کی دل آزاری کا کوئی منظر دیکھنے یا سننے کو نہیں ملا۔ یہ بات جمعیۃ علمائے اسلام (س) پنجاب کے امیر مولانا عبدالرحیم نقشبندی نے مشیر صدر ایران مولانا محمد اسحٰق مدنی کی دعوت پر ایران کا مطالعاتی دورہ مکمل کرنے کے بعد واپسی پر دارالعلوم حنفیہ چکوال میں ''خبریں'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔

انہوں نے بتایا کہ: اپنے دورہ ایران میں وہ ایران کے صوبے کرگان گئے، جہاں اہل سنت کی ۹۰ رفیصد آبادی ہے، انہیں اپنے مذہبی معاملات میں مکمل آزادی حاصل ہے، جبکہ باقی ایران میں دیگر مسلمانوں کے فرقوں کو اپنے مذہبی معاملات میں مکمل آزادی حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ: پورے ایران

میں سفر کے دوران انہوں نے بازاروں، گلیوں، راستوں میں کہیں بھی کسی فرقہ کے حق میں یا خلاف مذہبی دل آزاری کا کوئی واقعہ یا بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا کہ: میرے دورے کے دوران جو ہماری عوام سے ملاقاتیں ہوئیں، ان میں مَیں نے نوٹ کیا ہے کہ ایرانی عوام موجودہ ایرانی حکومت سے شاہ کے دور حکومت کی نسبت زیادہ مطمئن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ: قم میں موجود مدرسہ امام خمینی میں تمام مسلک کے طلباء و طالبات دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ہر فرقہ کو اس کے مسلک کے مطابق تعلیم دینے کا مکمل بندوبست ہے۔'' (روزنامہ خبریں، اسلام آباد، ۹/ جولائی ۱۹۹۸ء)

تبصرہ: حالانکہ خمینی کے دور میں علمائے اہل سنت پر بڑے بڑے مظالم ڈھائے گئے ہیں، کتنوں کو شہید کیا، کتنوں کو جیل میں ڈالا اور کتنے جلاوطن ہوئے۔ اس سے اہل سنت کی زبوں حالی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دارالحکومت تہران کی لاکھوں کی آبادی میں غیر مسلموں کی عبادت گاہیں ہیں لیکن اہل سنت کی ایک بھی مسجد نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔

یہاں چکوال میں دارالعلوم حنفیہ کے بانی حافظ غلام حبیب صاحب مرحوم کے بھی شیعوں کے ساتھ اچھے مراسم تھے، چنانچہ الیکشن کے دوران جب ائیر مارشل اصغر خان نے چکوال کا دورہ کیا، ان کے ساتھ کراچی کے شیعہ علامہ عقیل ترابی بھی تھے اور جلسہ عام کمیٹی باغ چکوال میں ہوا تو خود حافظ غلام حبیب صاحب اور ان کے بڑے صاحبزادے حافظ عبدالرحمٰن صاحب قاسمی بھی ان کے ساتھ سٹیج پر بیٹھے تھے۔ اور جب فاطمہ جناح صدارتی الیکشن میں چکوال آئیں تو ان کے سٹیج پر بھی حافظ غلام حبیب مرحوم بیٹھے تھے۔ فاعتبروا یا أولی الأبصار

مولانا جهلمی کا استعفاء:

جمعیۃ علمائے اسلام سے جب بندہ مستعفی ہوا تو جہلم میں ایک مخصوص اجلاس ہوا، حضرت مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب (ڈومیلی والے)، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی اور حضرت مولانا نذیر اللہ خان صاحب امیر ضلع گجرات کے علاوہ بندہ بھی حاضر تھا۔ میں نے اپنے استعفاء کی وجوہات بتائیں تو ان حضرات نے میرے موقف کی تائید فرمائی، لیکن رائے یہ ظاہر کی کہ فی الحال وہ استعفاء نہیں دیتے، کچھ عرصہ انتظار کریں گے، اگر اکابر جمعیت نے اپنی پالیسی تبدیل کر لی تو فبہا، ورنہ وہ بھی جمعیت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ اس توقف کی وجہ سے مولانا جہلمی نے الیکشن وغیرہ میں بھی حصہ لیا، لیکن جب ۱۹۷۳ء میں بھٹو آمریت کے خلاف متحدہ جمہوری محاذ قائم ہوا تو اس میں مودودی جماعت بھی شامل تھی، بلکہ محاذ میں مودودی صاحبان ہی کرتا دھرتا تھے، اس لیے مولانا جہلمی، مولانا حکیم سید علی شاہ صاحب اور مولانا نذیر اللہ خان صاحب نے جمعیت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور مولانا جہلمی نے اپنے وضاحتی بیان میں اس امر کی تصریح کر دی کہ جمعیت

سے علیحدگی کا سبب متحدہ محاذ میں مودودی جماعت کی شمولیت ہے۔اور اس بناء پر آپ نے لکھا کہ:

''اب میرے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ یا تو اس صورت حال کو گوارا کرلوں جو اپنے پہلے اکابر حضرت لاہوریؒ وغیرہ کے موقف کے سراسر خلاف ہے، یا پھر جمعیت سے علیحدگی اختیار کرلوں۔اور یہ بھی غلط ہوگا کہ جمعیت سے منسلک رہوں اور حکم جمعیت والوں کا نہ مانوں۔''

وضاحتی بیان کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ:

''جمعیت سے علیحدگی کے بعد میں نے ''خدام اہل السنۃ والجماعۃ'' میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔اور آئندہ اس جماعت کے طریق کار کے تحت مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کی خدمت ونصرت کا فریضہ سرانجام دینے کا ارادہ ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔اللہ تعالیٰ مخلصانہ عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔''

یہ ہے حضرت مولانا جہلمی رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی اور حق پرستی کہ جب جمعیت علمائے اسلام سے بالکل مایوس ہوگئے تو بلاخوف لومۃ لائم اکابر کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے جمعیت سے علیحدگی اختیار کرکے تحریک خدام اہل السنۃ والجماعۃ میں شمولیت اختیار کرلی۔اور پھر آخری سانس تک خدام ہی کے ہوکر رہ گئے۔

میرے مستعفی ہونے کے بعد جو درمیانی عرصہ مولانا مرحوم جمعیت سے منسلک رہے ہیں تو خدام سے بھی عملاً تعلق تھا۔اور ہمارے باہمی مذہبی تعلقات میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑا۔[جہلمی نمبر:۵۴]

وفیات

......حضرت امام اہل سنتؒ کے خلیفہ مولانا قاری سعید الرحمٰن رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ رحمہا اللہ [راولپنڈی]

......حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ کے بھائی مولانا حکیم مختار الحسینی رحمہ اللہ [کھینگر]

......مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم کے قریبی عزیز حاجی عبدالجلیل مرحوم کی ہمشیرہ محترمہؒ [جنھان]

......جامعہ مظہریہ حسینیہ کے مدرس مولانا نذیر کاٹھورو کے تایا گل حسن رحمہ اللہ [جنھان]

......مولانا نظام الدین رحمہ اللہ [بہاول پور گھلواں، ھتھیجی، ضلع بہاول پور]

......جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کے مدرس مولانا محبوب احمد کی نانی محترمہ رحمہا اللہ

تحریک خدام اہل سنت کے مبلغ مولانا عبدالغفور قاسمی رحمہ اللہ

......مولانا شبیر احمد عثمانی [فیصل آباد] کے برادرِ مکرم رحمہ اللہ (ٹریفک حادثہ میں)

شیخ الحدیث مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ [وہاڑی] کی ہمشیرہ محترمہ رحمہا اللہ

......جناب قاری محمد انور حسین [سماہنی آزاد کشمیر] کے تایا محترم چوہدری نیاز احمد رحمہ اللہ

......مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم [فیصل آباد] کی ہمشیرہ محترمہ رحمہا اللہ

قارئین سے جملہ مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی درخواست ہے۔[ادارہ]

شیخ الحدیث مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہ (خلیفہ اجل: مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ)

ملفوظاتِ حبیب

☆......ارشاد فرمایا: دم تعویذ اور عملیات کی لائن میں باقاعدہ لگ جانا اور اسے ہی اوڑھنا بچھونا بنالینا انتہائی خطرناک ہے۔ جب کوئی شخص اِس کام میں اس طرح لگ جاتا ہے کہ گویا اُس نے اِس لائن میں اپنی بکنگ کرا رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کا مرتبہ کم ہوجاتا ہے۔ آنے والے مریضوں کو دم کرنا یا شرعی حدود میں رہتے ہوئے تعویذ لکھ کر دینے میں تو کوئی حرج نہیں، لیکن ہمہ وقت اِس کام میں مگن ہوجانا بہت خطرناک ہے۔

☆......ارشاد فرمایا: آج کل تصوف وسلوک میں بعض لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ سالک کو ایک متعینہ مدت مثلاً ایک ماہ کے لیے پہلا سبق دیتے ہیں، اس کے بعد (احوال کو جانچے بغیر ہی) دوسرا سبق دے دیا جاتا ہے اور پھر تیسرا، جب اسباق مکمل ہوجاتے ہیں تو اجازت وخلافت بھی دیدیتے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ اس کو مثال سے ایسے سمجھیں کہ: میں نے کسی کو کپڑے دھونے کا کہا، وہ دھوکر لایا، لیکن داغ باقی تھے، تو میں اُسے کہوں گا کہ: دوبارہ دھوکر لاؤ! دوسری مرتبہ بھی اگر کوئی داغ ہوگا تو پھر اسے کہوں گا کہ سہ بارہ دھوکر لاؤ حتیٰ کہ وہ کپڑا صاف ستھرا ہوجائے۔ اَب یہ تو دھونے والے پر موقوف ہے کہ وہ اسے کتنی محنت اور توجہ سے دھوتا ہے اور اسے دھونے میں کتنا وقت لگاتا ہے۔ لیکن جب تک وہ کپڑا صاف نہیں ہوگا اسے اگلا کام نہیں دیا جائے گا۔ لہٰذا جب تک سالک پہلا سبق مکمل نہیں کرے گا، محض مدت گزر جانے کی وجہ سے اگلا سبق نہیں دیا جاسکتا۔

☆......ایک صاحب نے عرض کیا کہ: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ مراقبات کرواتے تھے؟ (گویا پوچھنا چاہ رہے تھے کہ آپ بھی کروائیں گے؟) تو ارشاد فرمایا: ''آپ کو یہ نہیں پوچھنا چاہیے۔'' پھر فرمایا: حضرت مدنی رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ: آپ نے جو ذکر مجھے کرنے کے لیے کہا ہے، وہ کون سے سلسلے کا ہے؟ تو حضرت رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ''آپ کو یہ پوچھنے کا حق نہیں، آپ آئے ہیں، جو کام آپ کو دیا جائے وہ کیجیے!''......لہٰذا آپ کو بھی مراقبات کا پوچھنے کا حق نہیں۔ ویسے مراقبات ہوتے آخر میں ہیں۔ آپ کی ابھی ابتدا ہے۔ البتہ موت کا مراقبہ کرسکتے ہیں، وہ کیا کریں، اس سے بھی اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ جو چاہتا ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرے، اُسے موت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔ ☆☆

مفکر اسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

فن حدیث میں غیر مقلد عالم ناصر الدین البانی غیر معتبر ہیں

سوال: نبی کریم کی قبر کی زیارت کے سلسلے میں جتنی احادیث ہیں، شیخ ناصر الدین البانی نے اُن سب پر ضعیف کا حکم لگایا ہے۔اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: شیخ ناصر الدین البانی صاحب (اللہ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔) تصحیح وتضعیف کے بارے میں حجت نہیں ہیں۔

چنانچہ انہوں نے بخاری اور مسلم کی بعض احادیث کو ضعیف کہہ دیا۔اور عجیب بات یہ ہے کہ ایک حدیث کے بارے میں بڑی شدومد سے کہہ دیا کہ یہ ضعیف ہے، نا قابل اعتبار ہے، مجروح ہے، ساقط الاعتبار ہے۔اور پانچ سال بعد وہیں حدیث آئی اس پر گفتگو کرنے کے لیے کہا گیا تو کہا کہ: یہ بڑی پکی اور صحیح حدیث ہے۔یعنی جس حدیث پر بڑی شدومد سے نکیر کی تھی، آگے جا کر بھول گئے کہ میں نے کیا کہا تھا۔تو ایسے تناقضات ایک دو نہیں بیسیوں ہیں۔

اور کہا جارہا ہے کہ: ''یہ حدیث کی تصحیح وتضعیف کے بارے میں مجدد هذه المأة ہیں۔'' بہر حال عالم ہیں، عالم کے لیے ثقیل لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے، لیکن ان کے انداز گفتگو میں سلف صالحین کی جو بے ادبی ہے، اور ان کے طریقہ تحقیق میں جو یک رخا پن ہے، جس کے نتیجے میں صحیح حدیثوں کو بھی ضعیف قرار دے دیتے ہیں اور جہاں اپنے مطلب کی بات ہوتی ہے وہاں ضعیف کو بھی صحیح قرار دے دیتے ہیں، اس لیے اُن کا کوئی اعتبار نہیں۔حدیث کی تصحیح وتضعیف کوئی آسان کام نہیں ہے ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔

علماء کرام نے فرمایا کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد کسی آدمی کا یہ مقام نہیں ہے کہ وہ سلف کی تصحیح وتضعیف سے قطع نظر کے خود تصحیح وتضعیف کا حکم لگائے کہ میرے نزدیک یہ صحیح ہے اور یہ ضعیف ہے، یہاں تک حافظ ابن حجر جیسا شخص بھی یہ نہیں کہتا کہ: یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف ہے، بلکہ کہتا ہے کہ: رجاله رجال الصحيح رجاله ثقات. یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں، اپنی طرف سے تصحیح کا حکم نہیں لگاتے، کہتے ہیں کہ: میرا یہ مقام نہیں ہے کہ تصحیح کا حکم لگاؤں۔ آج جو لوگ کہتے ہیں کہ: **هذا عندي ضعيف** .اس کا جواب وہی جو پہلے ایک شعر بتایا تھا کہ:

يقولون هذا عندنا غير جائز ومن أنتم حتى يكون لكم عند

باقی حدیث ''من زار قبري وجبت له شفاعتي'' کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ محدثین نے اس کو حسن قرار دیا ہے۔باقی حدیثوں کی اسناد بے شک ضعیف ہیں، لیکن ایک تو تعدد طرق وشواہد کی بناء پر، دوسرا تعامل امت کی بناء پر مؤید ہو کر قابل استدلال ہیں۔ [انعام الباری:۳۴۶/۴_۳۴۷]

حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہم

شرح مشکوٰۃ ''مظاہر حق'' کی طبع جدید کے مرتب کی بددیانتی

۱۱؍ربیع الاول ۱۴۳۹ھ بمطابق ۳۰؍نومبر ۲۰۱۷ء

محترم جناب مولانا شمس الدین صاحب مدرس دارالعلوم مدنیہ چنیوٹ شہر سلام مسنون!

عرض آنکہ آپ کی مرتبہ کتاب ''مظاہر حق'' (جدید) جو کہ حضرت نواب قطب الدین صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے ان کے نام سے شائع کی گئی ہے' دیکھنے کا موقع ملا اور بہت افسوس ہوا کہ آپ نے کتاب میں کئی مقامات پر تحریف اور علمی خیانت کا ارتکاب کیا، کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ حضرت نواب صاحب کا نام استعمال نہ کرتے اور اپنے ہی نام سے مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اور شرح شائع کر دیتے۔ اور آپ اس میں اپنے باطل (مماتی) نظریات بھرتے یا کچھ اور تو کسی کو اعتراض کا حق نہ ہوتا۔ مگر حضرت نواب صاحب قدس سرہ جو کہ صحیح العقیدہ، اہل سنت کے مسلم محدث اور حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمہ اللہ کے ممتاز تلمیذ رشید ہیں، اُن کی طرف آپ نے غلط عقائد منسوب کر دیئے تا کہ کچھ عرصہ کے بعد جب اصل پرانے نسخے ناپید ہو جائیں گے تو یہی آپ کے باطل عقیدوں پر مشتمل کتاب کو ہی لوگ اصل کتاب سمجھیں گے اور نواب صاحب مرحوم کو بھی انہی عقائد باطلہ کا حامل قرار دیں گے اور اس کا سب وبال آپ کی گردن پر ہوگا جبکہ نواب صاحب اس سے بری الذمہ ہونگے۔

پہلے یہ ''تحریف'' اور ''الحاق'' کا کام شیعہ کرتے تھے کہ اکابر اہل سنت کی کتب میں اپنے عقائد باطلہ کا الحاق کرتے تھے جس کی پوری تفصیل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب، تحفہ اثنا عشریہ میں بیان فرمائی ہے اور اب یہ کام آنجناب نے سرانجام دے کر اپنی عاقبت خراب کی ہے۔

اس پر دیگر اہل علم حضرات سے بھی التماس ہے کہ غور فرماویں اور دوسرے حضرات کو بھی اس خیانت پر مطلع فرماویں تا کہ تمام قارئین اور بالخصوص دینی مدارس کے طلباء گمراہی اور بدگمانی کے گناہ سے بچ سکیں۔

اب آپ کی تحریف اور علمی خیانت کے چند نمونے پیش خدمت ہیں:

خیانت نمبر ۱: خود حضرت نواب صاحب نے اپنی پوری سند حضرت شاہ اسحاقؒ سے لے کر مصنف مشکوٰۃ تک صفحہ ۳؍پر تحریر فرمائی تھی آپ نے اس کو حذف کر دیا اور کوئی وجہ بھی حذف کرنے کی تحریر نہیں کی۔

خیانت نمبر ۲: حضرت نواب صاحب نے اپنی کتاب میں ص ۶؍سے لے کر ص ۱۳؍تک ائمہ مجتہدین

اور محدثین کے احوال تفصیل سے تحریر کیے تھے، آپ نے خیانت کا ارتکاب کر کے ان سب کو نکال دیا۔

خیانت نمبر۳: حضرت نواب صاحب نے سیدنا عمر فاروقؓ کی حدیث سے پہلے اور خطبہ کے بعد ص ۱۵/ پر ایک فصل قائم کر کے محدثین کی اصطلاحات بیان فرمائی تھیں آپ نے ان کو نکال باہر کیا۔ معلوم نہیں آپ کی اس خیانت میں کیا مصلحت کارفرما ہے؟

خیانت نمبر۴: باب المواقیت میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے تحت [۱۹۰/۱] مرزا خیر اللہ کا مرتبہ نقشہ اوقات صلوٰۃ جو کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا پسند فرمودہ تھا آپ نے خیانت کر کے اس کو بھی نکال دیا۔

خیانت نمبر۵: ’’باب الصلوۃ علی النبی ﷺ وفضلھا‘‘ کی فصل ثانی میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت جس میں وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ’’ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض‘‘ (الحدیث) اس روایت کی تشریح کو آپ نے مکمل بدل دیا ہے، چنانچہ اصل عبارت یوں ہے:

’’فائدہ: امت کی طرف سے سلام۔ جبکہ سلام بھیجتے ہیں مجھ پر قلیل ہو یا کثیر۔ اور یہ مخصوص ہے اس کے لیے کہ دُور ہے مزار شریف سے، یعنی جو وہاں جا کر بھیجتا ہے تو بلا واسطہ حضرت ﷺ سنتے ہیں، احتیاج فرشتوں کے پہنچانے کی نہیں اور اس میں اشارہ ہے طرف حیات دائمی حضرت ﷺ کے اور خوش ہونے ان کے بسبب پہنچنے سلام امت کے اشارہ ہے طرف قبولِ سلام کے، کہ قبول کرتے ہیں، اس کو فرشتے اٹھا لے جاتے ہیں طرف حضرت ﷺ کے، اور آگے آوے گا کہ حضرت ﷺ جواب بھی سلام کا دیتے ہیں اس کو جو سلام بھیجتا ہے آپ ﷺ پر اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرشتے نام لیتے ہیں اس کا مثلاً کہتے ہیں یا رسول اللہ بے چارہ مسکین محمد قطب الدین ابن محمد محی الدین یقرئك السلام‘‘ یعنی وہ سلام عرض کرتا ہے خدمت بابرکت میں۔

جان می دہم در آرزوائے قاصد آخر باز گو　　در مجلس آں نازنیں حرفے کہ از ما میرود ‘‘

[مظاہر حق: ۲۹۸/۱، مکتبہ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور]

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح یوں کی ہے:

’’تشریح: جب کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو ملائکہ اس درود کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں پیش کرتے ہیں۔ اس حدیث سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول ﷺ کو حیاتِ برزخیہ حاصل ہے تب ہی تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں صلوۃ کو پیش کیا جاتا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ درود سے خوش ہوتے ہیں اور صلوۃ وسلام کے پڑھنے والے کے لیے سعادت ہے۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جب صلوۃ وسلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں پیش کر دیا جاتا ہے تو وہ درجہ

قبولیت کو پہنچ جاتا ہے، تب ہی تو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کردیا جاتا ہے۔'' [ص: ۷۴۸]

خیانت نمبر ۶: اسی فصل کی اگلی روایت جو حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''ما من أحد يسلم عليّ إلا رد الله عليّ روحی حتى أرد عليه السلام'' اس روایت کی تشریح بھی آپ نے اپنی طرف سے درج کردی ہے، کیونکہ اصل عبارت یوں ہے:

''فائدہ: عقیدہ ہے اہل السنۃ والجماعۃ کا کہ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں عالمِ برزخ میں اس لیے حیات النبی ﷺ کہتے ہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ زندہ نہیں ہیں وقت سلام کرنے کسی کے روح بدن مبارک میں لے آتے ہیں۔ جواب اِس اشکال کا یہ ہے کہ مراد روح بھیجنے سے یہ نہیں ہے کہ روح بدن مبارک میں نہیں، اَب بھیجتے ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ روح مبارک جو مشاہدہ رب العزت میں مستغرق ہے اس کو اس حالت سے افاقت دے کر اس عالم کی طرف متوجہ کرتے ہیں تاکہ صلوۃ وسلام سنیں۔ پس اس توجہ اور آگاہ کرنے کو یوں کہا کہ '' بھیجتا ہے اللہ روح مجھ پر والانبیاء صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم زندہ ہیں قبروں میں۔'' اب آگے کلام اس میں رہا کہ یہ فضیلت خاص زیارت کرنے والوں ہی کے لیے ہے یا عام ہے؟ ظاہر یہ ہے کہ عام ہے یعنی خواہ دُور سے سلام بھیجیں یا مزار مبارک پر جاکر، مگر یہ کہ سلام زیارت کرنے والوں کا بے واسطہ ملائکہ کے سنتے ہیں اور دُور والوں کا بواسطہ ملائکہ کے جیسا کہ حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ تیسری فصل میں ہے، سے ظاہر ہوتا ہے۔''

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ:

تشریح ''اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی روح کو لوٹا دیتا ہے اور آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ عالم برزخ میں زندہ ہیں۔ کیونکہ عالم کی کل تین قسمیں ہیں:

(۱)......عالم دنیا: اس میں جسم ظاہر ہوتا ہے اور روح پس پردہ ہوتی ہے اور احکام جسم پر لگتے ہیں۔

(۲)......عالم برزخ: اس میں روح ظاہر ہوتی ہے اور جسم پس پردہ ہوتا ہے اور احکام روح پر جاری ہوتے ہیں اور عالم برزخ کی وسعت دنیا کے مقابلے میں اس طرح ہے جس طرح ماں کے پیٹ کے مقابلے میں عالم دنیا کی وسعت ہے۔

(۳)...... عالم آخرت: اس میں جسم اور روح دونوں ظاہر ہوں گے اور دونوں کی حیثیت مساوی ہوگی اور دونوں سے احکام کا تعلق ہوگا اور دونوں مسئول ہوں گے۔''

خیانت نمبر ۷: اسی طرح اس باب کی فصل ثالث میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ کی روایت جس میں حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: ''**من صلى عليّ عند قبري** (الحدیث) اس کی تشریح بھی آپ نے اپنی طرف سے درج کی ہے۔ اصل عبارت یوں ہے:

''فائدہ: یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلاواسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہرصورت دیتا ہوں اس سے معلوم کیا چاہیے کہ حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے والے کو، خصوصا بہت بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آئے سعادت ہے چہ جائے کہ ہر سلام کا جواب آئے

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب

کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو'' [ص:۳۰۲]

جبکہ آپ نے اس روایت کی تشریح یوں قلم بند فرمائی ہے:

''تشریح: اس حدیث میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو آدمی میری قبر پر حاضر ہو کر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو آدمی دور سے درود پڑھتا ہے وہ مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ درود وسلام رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کیا جاتا ہے حضور ﷺ تشریف نہیں لاتے۔ بعض اہل بدعت عشق کا دعوی کرتے ہیں اور محبوب کے پاس جانے کی بجائے اپنے ہاں بلانے پر اصرار کرتے ہیں۔'' [ص:۷۵۴]

خیانت نمبر۸: باب الجمعہ: فصل ثانی میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ان من افضل ایّامکم یوم الجمعة فيه خلق آدم (الحدیث) کی تشریح میں آپ نے کچھ دیانت اور کچھ خیانت کا مظاہرہ کیا، یعنی جہاں تک آپ کے مطلب کی بات تھی اس کو تو ذکر کیا لیکن جہاں سے آپ کی مخالفت شروع ہوئی تو آپ نے عبارت ہی بدل دی، چنانچہ اصل عبارت یوں ہے:

''اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں، یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی روحانی جیسے کہ شہداء کو ہے اور سوا ان کے اور اموات بھی سنتے ہیں سلام اور کلام اور عرض ہوتے ہیں اعمال اقرباء ان کے بعض ایام میں'' [ص:۴۴۴]

جبکہ آپ نے اس کو یوں ذکر کیا ہے:

''ان الله حرم--- (الحدیث) ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے عام مردوں کی طرح انبیاء کے اجسام مطہرہ گل سڑ کر ختم نہیں ہوتے بلکہ قیامت تک محفوظ و مامون و معطر رہتے ہیں بلکہ یہاں تک کہ انبیاء کا کفن تک بھی میلا نہیں ہوتا، وہ بھی قیامت تک اسی طرح تازہ رہے گا جس طرح کہ پہنایا گیا تھا۔ ''فان صلوتکم معروضة عليّ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو قبر مبارک میں حیات جسمانی حقیقی حاصل ہے اور اللہ تعالی نے فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ جب بھی کوئی آدمی درود پڑھتا ہے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں---'' [ص:۱۰۰۰]

خیانت نمبر۹: اسی طرح اس باب کی فصل ثالث میں حضرت ابو درداء رضی اللہ کی روایت ہے جس

میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: اکثروا الصلاۃ علیّ یوم الجمعۃ --- (الحدیث) اس میں بھی آپ نے ردوبدل کیا ہے چنانچہ اصل عبارت یوں ہے:

’’آگے اس کے ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بطریق استفہام کے کلام مذکور عرض کیا بگمان اس کے کہ یہ حکم خاص ساتھ حالت ظاہری ہی کے ہے اور حرام کیا ہے یعنی منع کیا ہے زمین کو کھانے بدنوں ان کیسے۔ پس نہیں فرق ہے واسطے ان کے بیچ دونوں حالتوں کے یعنی حالت زندگانی اور مرنے کے اس لیے کہا گیا ہے:
”اولیاء اللہ لایموتون ولکن ینتقلون من دار الی دار“ اور رزق دیے جاتے ہیں یعنی رزقِ معنوی اور منافی نہیں ہے کہ انبیاء کو رزق حسی بھی ہو چنانچہ ظاہر یہی بات ہے جیسا کہ ارواح شہداء کے حق میں آیا ہے کہ کھاتے ہیں میوے جنت کے پس انبیاء تو اشرف ہیں ان کے لیے کیوں نہ یہ بات ہو۔‘‘[۴۴۶]

جبکہ آپ نے اس کو یوں نقل کیا ہے:

’’فنبی اللــہ حیّ یرزق ‘‘ یہ بات ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ انبیاء کے اجسام مطہرہ اپنی اپنی قبروں میں بالکل محفوظ اور معطر ہیں اور کفن سمیت اسی طرح تروتازہ ہیں جسطرح اس وقت تازہ تھے جس وقت قبر مبارک میں رکھے گئے تھے اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔‘‘[ص:۱۰۰۲]

محض سرسری مطالعہ سے یہ چند خیانتیں سامنے آئی ہیں، اگر تفصیل سے بنظر غائر دیکھا جائے تو نا معلوم کتنی مزید خیانتیں اور سامنے آئیں گی۔ فالی اللہ المشتکی.

التماس: دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ان خیانتوں سے رجوع کریں اور کتاب کی اصلاح کریں نیز اپنے رجوع اور کتاب میں اصلاح کی اطلاع اور اعلان بھی کسی مناسب طریقہ سے کریں کیونکہ اشاعت کے بعد کتاب کئی لوگوں کے ہاتھ پہنچ چکی ہے، یا پھر نواب صاحب قدس سرہ کا نام ہٹا کر اپنا نام بطور مترجم وشارح کے لکھیں اور کتاب کا نام بھی کوئی دوسرا تجویز کریں تاکہ لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ نہ لگے۔

احقر نے جس نسخے کے صفحات لکھے ہیں وہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور کا مطبوعہ ہے اور یہی قبل ازیں دہلی اور لکھنو سے شائع ہوتا رہا ہے۔ اپنے عریضہ کی کاپی ناشر کتاب (مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور) اور دیگر اہل مدارس کو بھی بھیج رہا ہوں تاکہ علماء کرام آپکی جسارت اور علمی خیانت پر مطلع ہو کر احتیاط کا پہلو اختیار کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو توبہ کی توفیق وہمت عطا فرمائے اور اگر توبہ نہ کی تو یقیناً عاقبت خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ واللہ الموفق وھو یھدی السبیل

فقط والسلام......جواب کا منتظر......آپ کا خیرخواہ......الاحقر شیر محمد علوی......سابق مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور
ومدیر دارالافتاء جمیلی مدرسہ خدام اہل سنت تعلیم القرآن......کرم آباد وحدت روڈ لاہور

☆......☆......☆......☆

مولانا طلحہ السیف، بہاول پور

معروف دانش ور

دس سال کا عرصہ ہوا ''معروف کالم نگار'' کے عنوان سے ایک کالم لکھا تھا، جس پر ایک ''معروف کالم نگار'' دوست سخت ناراض ہو گئے تھے۔ اس میں ان لوگوں کی علامات لکھی تھیں جنہیں چند کالم لکھ کر ''معروف کالم نگار'' کہلانے کا شوق بلکہ نشہ ہوتا ہے۔ سوشل میڈیا کا بخار آنے سے پہلے ایسے لوگ بکثرت پائے جاتے تھے، البتہ اب چونکہ کالم نگاروں کی وہ عزت باقی نہیں رہی اس لئے یہ جنس کم ہو گئی ہے۔ سوشل میڈیا اب ایک اور قوم لایا ہے جو فی الوقت برساتی مینڈکوں سے بھی زیادہ فراواں ہے اور جس طرح سوشل میڈیا کا بخار ترقی کر رہا ہے اسی قدر ان کی تعداد بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ قوم ہیں ''معروف دانش ور'' حضرات۔ پہلے کم ہوتے تھے، اب ہر پتھر کے نیچے سے دو تین نکل آتے ہیں بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو پتھر کے اوپر بھی ایک آدھ چپکا ہوا مل جاتا ہے۔

دانش وروں کی اقسام:

دانش وروں کی یوں تو اتنی اقسام ہیں جتنی خود دانش کی بھی نہیں، البتہ ان میں تین اقسام ہمارے ہاں سب سے زیادہ مشہور ہیں:

(۱)......لبرل دانش ور (۲)......اسلامی دانش ور (۳)......مکسچر دانش ور

پہلے لبرل دانش ور کی بات کرتے ہیں:

یہ وہ شخص ہے جسے مذہب سے شدید بغض ہوگا بشرطیکہ وہ مذہب اسلام ہو۔ باقی مذاہب کی یا تو تعریف کرتا پایا جائے گا یا کم از کم ان کے بارے میں خاموشی اختیار رکھتا ہوگا، البتہ جہاں اسلام کی بات آئے گی آپ اسے زہر اُگلتا اور اس کے اندر سے گٹر اُبلتا دیکھیں گے۔ اسے مذہبی لوگوں سے شدید الرجی ہوگی بشرطیکہ وہ مذہبی لوگ مسلمان ہوں۔ دنیا کی ہر خرابی اسے مسلمانوں میں نظر آئے گی اور جونہی آپ اس خرابی میں مبتلا کسی کافر کی مثال رکھ دیں، یہ لبرل فوراً ترقی کر کے فاشسٹ بھی بن جائے گا اور گالم گلوچ پر اُتر آئے گا۔ البتہ ایک چیز جو آپ کو ان لبرلز میں مشترک نظر آئے گی وہ یہ ہے کہ یہ سارے کے سارے محرم الحرام کے پہلے عشرے میں مکمل مذہبی بن جاتے ہیں۔ البتہ اس وقت بھی جس مذہب کو اپناتے ہیں وہ اسلام نہیں بلکہ

ایک "سوکالڈ اسلام" ہے۔ امید ہے سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ یہ لبرل بے چارے بہت مشکل میں رہتے ہیں۔ ان کے نام مسلمانوں والے ہیں، یہ پیدا بھی مسلمانوں کے گھر میں ہوئے اور بچپن میں ان کی مرضی معلوم کیے بغیر "وہ اڑی چڑیا" والی واردات کے ذریعے مسلمانی کی نشانی بھی پکی ان پر نصب کر دی گئی۔ اب انہیں کفار کو یہ یقین دِلائے رکھنے کے لئے کہ ان کے پیدا ہونے سے لے کر چڑیا اڑی تک یہ سارے کام بالکل ان کی مرضی کے بغیر بلکہ مرضی کے خلاف ہوئے ہیں کافی محنت کرنا پڑتی ہے۔ حتی کہ بعض روسیاہوں کو تو یہاں تک کہہ کر گزرنا پڑتا ہے کہ "انہوں نے اپنی ماں کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا جنازے کے وقت باہر کرسی بچھا کر بیٹھے رہے تھے۔" ان دانش وروں کی ہر تحریر کا آغاز کچھ اس قسم کے الفاظ سے ہوتا ہے۔

"مشہور فرانسیسی فلسفی پاں پوں لٹس نے کہا ہے: انسان ہونا بہت آسان کام تھا البتہ اس فکر نے اسے مشکل تر بنا دیا کہ انسان خود کو عمل سے بندر کی اولاد ثابت کرے"...

اس کے بعد کافی دیر تک مشکل اور لایعنی جملوں کی بھرمار ہو گی اور پھر تحریر کا رخ اس طرف پھر جائے گا کہ مولوی ٹانگیں نہ کھینچ رہے ہوتے تو ہر انسان مریخ پر ملک ریاض کے بحریہ ٹاؤن جتنی سوسائٹی کا مالک بن چکا ہوتا۔ مصیبت ساری یہ ہے کہ مولوی نہ کسی راکٹ کو پوری قوت سے اڑنے دیتے ہیں اور نہ انہیں زیادہ بلندی پر جانے دیتے ہیں۔

مولوی نہ ہوتے تو ایاز امیر ہوا میں اُڑ چکا ہوتا۔ وجاہت مسعود چاند پر رنگ گورا کرنے کی کریمیں بیچ رہا ہوتا اور ڈاکٹر پرویز ہود بھائی مریخ پر قائد اعظم یونیورسٹی بنا کر وہاں بھی طلبہ وطالبات کو بدکاری کرنے کے نئے سائنٹفک طریقے سکھا رہا ہوتا۔ یہ مولوی ہی ہے جس کی وجہ سے یہ تینوں اور ان کے کئی شاگرد ابھی تک زمین پر خجل خوار ہو رہے ہیں۔ دنیا میں کہیں قتل وغارت کا کوئی واقعہ ہو جائے یہ لبرل آپ کو بجھی ہوئی موم بتی والا منہ بنا کر موم بتیاں جلاتے اور ہر ممکنہ طریقے سے مقتولین کا درد بانٹتے نظر آئیں گے بشرطیکہ مقتولین مسلمان نہ ہوں۔ مسلمان قتل ہو رہے ہوں تو یہ اپنی بلوں میں اس طرح گھس جاتے ہیں کہ لکڑی مار کر بھی آپ انہیں باہر نہیں لا سکتے۔ جبکہ کافر قتل ہو تو اس کی جان نکلنے سے پہلے ہی شام غریباں برپا کر دیں گے۔

اصل میں یہ "انسانیت" کے دشمن اور "ہیومنزم" کے محافظ ہیں۔ الحذر، الحذر! ہیومنزم اور انسانیت کو ایک ہرگز نہ سمجھ لیں۔ "ہیومن" کا ترجمہ انسان اور ہیومنزم کا مطلب انسانیت بتانا ان لبرلز کا ایک ڈھونگ ہے۔ ہیومنزم کی اصطلاح کے خالق خود اعتراف کرتے ہیں کہ اس مخلوق کا سترھویں صدی تک دنیا میں کوئی وجود ہی نہ تھا۔ اس سے پہلے انسان اور انسانیت کے لیے وہ الفاظ کہے اور اصطلاحات بولی جاتی تھیں جو انسانیت کی اصل یعنی "عبدیت" کے مفہوم پر مشتمل تھیں۔ "ہیومن" اٹھارویں صدی کی ایجاد ہے جس کا

مفہوم ہے وہ انسان جو خود اپنے لیے الوہی صفات کا حامل ہے۔ایک آزاد خود مختار اور مرضی کا مالک انسان۔ یعنی حقیقی معنوں میں بندر۔ ہر لبرل ''ہیومنزم'' کا داعی اور ہمدرد ہے اس لیے انہی لوگوں کے لیے روتا تڑپتا ہے جو خود کو بندر کی نسل سمجھتے ہیں اور عمل سے ثابت کرتے ہیں اس کا انسانیت سے کوئی لینا دینا نہیں، اس لیے انسانوں کے المیات اس پر کوئی اثر نہیں ڈالتے۔وہ پوری ڈھٹائی سے یا تو ان المیوں کا منکر ہو جاتا ہے یا ان کے اسباب گھڑ کر خود الیسے سے دو چار افراد کو ذمہ دار ٹھہرا کر یکسو ہو جاتا ہے۔اس کے نزدیک امریکی اور اور شامی، فرانسیسی اور افغانی اور اسرائیل اور فلسطینی انسان یکساں نہیں ہو سکتے۔وہ ایک ہندو پر ہونے والے ظلم اور ایک برمی مسلمان پر ہونے والے ظلم کو کبھی ایک نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔

ان لبرل دانش وروں کا ایک مظلوم ترین طبقہ وہ ہے جسے بدقسمتی سے مذہبی بیک گراؤنڈ ملا۔وہ دیندار گھروں میں پیدا ہو گئے۔ ماں باپ نے دین پڑھا دیا۔کئی ایک ایسے ہیں جو مولوی بھی بن گئے پھر انہیں مولوی یا دیندار کی اولاد ہونے سے بندر کی اولاد ہونا اچھا لگا۔وہ انسان بنانے کی کوششوں کا شکار ہوئے لیکن انہیں ہیومن بننا پسند آیا۔ایسے لوگ بڑی مصیبت میں ہیں۔انہیں ہر روز اپنے آباء واجداد کو کوسنا پڑتا ہے۔ان استادوں کی بدگوئی کرنا پڑتی ہے جنہوں نے انہیں انسان بنانے کی تگ و دو کی۔اس ماحول کو دن رات برا بھلا کہنا پڑتا ہے جس میں انہیں کچھ عرصہ انسان بن کر رہنا پڑا۔اس پورے نصاب کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا ان کی روزانہ کی ڈیوٹی ہے جو ان کو انسانیت کی راہ سجھاتا رہا ہے۔اب جب انہیں ہیومن بن کر بندر زادوں کے بیچ رہنا ہے تو دن رات اس مشقت سے گزرنا ہے۔لبرل کو حمیت سے شدید چڑ، غیرت سے دِلی نفرت، حیا سے بغض، عبادت سے تنفر، اور ہر اس چیز سے بُعد ہے جس کا تعلق اسلام سے ہو۔خاص طور پر ''ناموس رسالت'' کا لفظ تو ان کے لئے وہ اَلاؤ ہے جو ان کے دل کو جلا کر کوئلہ بنا دیتا ہے۔اور رہی بات ''جہاد'' کی تو شاید اس کے نام سے تو عبداللہ بن اُبی کو بھی اس قدر تکلیف نہ ہوتی ہو گی جتنی انہیں ہوتی ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ وہ اپنی پوری تکلیف کا اظہار نہ کر سکتا تھا انہیں اظہار کی آزادی حاصل ہے۔البتہ یہ بھی اس قدر مجبور ضرور ہیں کہ مقاماتِ تکلیف کا کھل کر اظہار نہیں کر سکتے۔لبرل ازم کی ایک ماسٹر کی (چابی) ہے، وہ ہے لفظ ''بے''۔ یہ لفظ آپ کسی بھی اچھے لفظ سے پہلے لگا دیں وہ لبرل کی صفت بن جائے گی۔مثال کے طور پر حیاء، غیرت، عزت، علم، صلاح، ایمان، درد اور وفاء وغیرہ۔بس اتنے کافی ہیں ان کے ساتھ لگا لیجئے پوری فرہنگ آصفیہ تو میں لکھنے سے رہا۔اور ہاں ایک بات تو رہ گئی، لبرل کو ہر مذہب کے تہوار بہت پسند ہیں سوائے اسلامی عیدوں کے۔ان میں چونکہ ''عبادت'' کا عنصر پایا جاتا ہے اس لیے لبرل کو ان سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

مذہبی دانش ور:

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہر تھوڑے عرصے بعد یہ خیال آ جاتا ہے کہ دین کی جو تعبیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے سے اَسلاف امت میں آج تک چلی آئی ہے وہ یا تو درست نہیں یا پھر اس زمانے میں قابل عمل نہیں رہی۔ لہٰذا وہ ایک نئی تعبیر لانے پر اپنی دانش کو آزماتے ہیں۔ ہر زمانے میں کچھ نہ کچھ ایسے دماغی مریض موجود رہے ہیں البتہ ہمارا زمانہ اس اعتبار سے قابل رحم ہے کہ اس میں ان کی تعداد ہمیشہ سے بڑھ گئی ہے۔ گذشتہ ادوار میں بھی ان کی کچھ علامات رہی ہوں گی جن سے یہ پہچانے جاتے ہوں گے، ہمارے زمانے میں ان کی سب سے واضح علامات دو ہیں۔ یہ علامات دراصل دو اصطلاحات ہیں جن کا جتنا بے دریغ استعمال یہ طبقہ کر رہا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ الفاظ خود بھی شرمندہ ہوں گے۔ (۱) بیانیہ (۲) کلاسیکل۔

آپ کو جو شخص یہ الفاظ بہت کثرت سے استعمال کرتا نظر آئے سمجھ لیں کہ دانشوری کی اس نوع میں ہونے کا شناختی کارڈ دِکھلا رہا ہے۔ یہ لوگ اسلام کے ہر حکم کی تعبیرِ قدیم کو ''کلاسیکل'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ کلاسیکی فقہ، کلاسیکی تفسیر، کلاسیکی شرح حدیث، فہم کتاب وسنت کا کلاسیکی منہج، کلاسیکی علم کلام وغیرہ وغیرہ۔ اب عوام بے چاری جواب تک صرف یہ جانتی تھی کہ رنگین کپڑوں میں ملبوس بدشکل قسم کے خان صاحبان پکا پکا کر جو موسیقی سناتے ہیں اسے کلاسیکل کہا جاتا ہے، جبکہ اس کے مقابل جو موسیقی سنتے ہوئے شرم اور دیکھتے ہوئے انتہائی بے شرمی آ رہی ہو اسے ''پاپ'' یعنی اسم بامسمیٰ گناہ کہا جاتا ہے۔ وہ جب یہ اصطلاحات سنتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ فقہ وکلام جیسی چیزوں میں کلاسیکل کا کیا معنی؟۔ لیکن چونکہ اب یہ اس طبقے کا شناختی کارڈ بن چکا ہے اس لیے انہیں اس کے استعمال سے کوئی نہیں روک سکتا۔ بات کہیں اور نکل گئی۔ اسلام کی ہر قدیم تعبیر کو کلاسیکل کا نام دے کر اس کی تضحیک وتغلیط اور اس کے مقابل اپنی ''پاپ'' تعبیر کو ''بیانیہ'' کے عنوان سے پیش کرنا یہ اس دانشوری کا اول وآخر ہے۔ اسلام کی کلاسیکل تعبیر میں جہاد ہے، پردہ ہے، حیاء ہے، غیرت ہے، احکام پر عمل کے باب میں کچھ شدت ہے، عزیمت ہے، مزاحمت ہے، موسیقی اور دیگر ملاہی کی ممانعت ہے، سود کی حرمت ہے، کفر واسلام کے مابین ''براء'' کا سخت حکم ہے، دیگر مذاہب کا نسخ ہے جبکہ ''پاپ'' تعبیر میں نہ جہاد ہے نہ مزاحمت بلکہ استعمار کی غلامی کا ایجنڈا ہے۔ کفر واسلام میں ''براء'' کا معاملہ کیا ہوتا فرق ہی نہیں ہے، دیگر مذاہب کا نسخ تو کجا انہیں سنت کے اصلی ماخذ کا درجہ حاصل ہے۔ سود زمانہ قدیم کی بات ہے۔ پردہ منسوخ ہے بلکہ مصافحے بھی حلال ہیں، موسیقی نہ صرف جائز ہے بلکہ ڈراؤنی روحوں کی غذاء ہے، عزیمت داستان ماضی ہے، سارا دین رُخصت ہی رُخصت ہے۔

ایک بڑی علامت اس دانشوری کی استہزاء اور تمسخر کا انداز ہے جو ہمیشہ مولوی، مدرسہ اور دین کے شعائر کے تئیں نظر آئے گا۔ ہمیشہ اس انداز میں بات کرنے کے بعد یہ لوگ آپ کو یہ کہتے نظر آئیں گے کہ ابھی ہم پر ''فتویٰ'' لگنے والا ہے۔ یہ فتویٰ لگنے کی بات مظلومیت کے سٹنٹ کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں بعض تو علمی حیثیت کے حامل لوگ ہیں کچھ معروف اہل علم بھی پورے نہ سہی کافی حد تک اس طبقے کے ہمنوا بن چکے ہیں البتہ اکثریت ان لوگوں کی ہے جن پر فتوی تو کیا، کوئی تنقید کرنا بھی گوارہ نہیں کرتا مگر وہ بھی اپنے آپ کو اس قابل سمجھنے لگتے ہیں کہ ان پر فتوی لگا دیا جائے گا۔ فیس بک پر کافی عرصہ قبل ایسے لوگوں کے لیے ایک جملہ لکھا تھا۔ آج پھر دہرا دیتا ہوں کہ:...... ''فتنہ ہونا بھی ایک منصب ہے جس پر صرف اہل لوگوں کو ہی فائز کیا جاتا ہے ہرا یرے غیر نتھو خیرے کو یہ مقام نہیں دیا جا سکتا۔'' ......لیکن برا ہو اس سوشل میڈیا کا۔ ہر سوکھی کھال میں لائیک و کمنٹ کی اتنی ہوا بھر دیتا ہے کہ اہل ہوا کو خود اپنے بارے میں بدگمانی ہونے لگتی ہے کہ شاید ہم کوئی بڑی چیز بن گئے ہیں۔ اس لیے وہ یہ سوچنے لگتے ہیں کہ انہیں بھی فتنہ ہونے کی عزت بخش کر ان کے خلاف فتوی جاری کر دیا جائے گا۔ اس غلط فہمی کا سبب کچھ اہل حق کی جلد بازی بھی ہے جو ہر ایک بے اصل بے نسل معترض کا جواب لکھنا اپنے اوپر لازم سمجھ لیتے ہیں۔ ان میں سے جو لوگ اپنے نظریات و خیالات سے واقعی فتنہ بن رہے ہیں ان کا رد تو دلیل کے ساتھ لازمی کرنا چاہیے تا کہ احقاق حق کا فرض اداء ہو لیکن اکثر لوگ اس قابل ہیں کہ انہیں گھاس تو کجا باسی ٹکڑے بھی نہ ڈالے جائیں، تو یہی ان کا بہترین جواب ہے تا کہ بے چارے فتوے کے انتظار میں اسے پکار پکار کر خود ہی مایوس ہو جائیں اور یہ کام چھوڑ کر کوئی اور کام کرنے لگیں۔ آج کل اس قسم کے لوگ دینی مدارس سے بکثرت نکل رہے ہیں، جس کی بناء پر بعض مخلصین کو مدارس کے نظام و نصاب میں خرابیاں نظر آنے لگی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر پراڈکشن یونٹ دو چیزیں نکالتا ہے:

(۱)......پراڈکٹ (۲)......فُضلہ دینی مدارس کی پراڈکٹ ان سے نکلنے والے ''فضلاء'' ہیں جبکہ ''فُضلہ'' یہی دانش ور ہیں۔ پراڈکشن یونٹ سے فضلہ برآمد ہونا اس کی خرابی نہیں، بلکہ ایک فطری عمل ہے۔

تیسری قسم کے دانش وروں کی شناخت پر یڈ کی جگہ نہیں رہی، بس آسان سا کلیہ سمجھ لیں۔ چالیس (۴۰) فیصد عادات واطوار قسم اول اور ساٹھ (۶۰) فیصد قسم دوم کے ملائیں تو قسم سوم کا دانش ور وجود میں آتا ہے۔ یہ قسم آپ کو ریٹائرڈ بیورو کریٹ از کار رفتہ فوجی حضرات اور قبر میں پاؤں لٹکائے صحافیوں میں بکثرت مل جائے گی۔

☆......☆......☆......☆

بسلسلہ زبیر علی زئی کا تعاقب — مفتی رب نواز حفظہ اللہ

امکانِ کذب باری تعالیٰ اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:٦ (آخری)

زبیر علی زئی:

اپنے آپ کو ''مفتی''[۴۳۷] کہلوانے کی کوشش کرنے والے رب نواز دیو بندی نے امکانِ کذب باری تعالیٰ کے دیو بندی عقیدے کی تائید میں حافظ عبداللہ روپڑی صاحب[۴۳۸] رحمہ اللہ کا توحید الرحمٰن نامی کتاب سے حوالہ پیش کیا[۴۳۹] ہے، جس سے استدلال چار وجہ سے غلط ہے:

۱: یہ کتاب (توحید الرحمٰن) حافظ عبداللہ روپڑی کی وفات (۱۹۶۴ء) کے بہت بعد سن ۲۰۱۱ء میں[۴۴۰] پہلی دفعہ چھپی اور روپڑی صاحب کو اس تصویب (تصحیح) وتسوید[۴۴۱] کا موقع نہ مل سکا۔ [دیکھئے توحید الرحمٰن:۱]

لہٰذا روپڑی صاحب اس کتاب کے ذمہ دار نہیں۔[۴۴۲]

۲: یہ عبارت شاذ ہے۔[۴۴۳]

۳: یہ عبارت غیر مفتیٰ بہا ہے۔[۴۴۴]

۴: یہ عقیدہ (امکانِ کذب باری تعالیٰ) توہین[۴۴۵] ہے، لہٰذا قرآن وحدیث کے خلاف ہونے کی بنا پر مردود[۴۴۶] ہے۔ عقیدے کے اہم مسئلہ میں رب نواز دیو بندی جیسے غالی[۴۴۷] مقلد بھی اپنے مزعوم امام کی تقلید کا دعویٰ نہیں کرتے[۴۴۸] لہٰذا عقیدے کے مسئلے میں اہلِ حدیث کے خلاف چودھویں[۴۴۹] صدی کے ایک عالم کا مشکوک[۴۵۰] قول کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے؟

الجواب:

۴۳۷

علی زئی نے ''اپنے آپ کو مفتی کہلوانے کی کوشش کرنے والے'' تو کہہ دیا مگر اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ بتایا جائے بندہ نے کہاں مفتی کہلوانے کی کوشش کی؟ ہاں علی زئی صاحب ''حافظ'' کہلوانے کی کوشش یقیناً کرتے رہے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے متعدد مقامات پر اپنے ہاتھ سے ''حافظ زبیر علی زئی'' لکھا۔ دیکھئے! ''تعداد قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ:۱۱۱'' وغیرہ۔

یہاں یہ وضاحت مطلوب ہے کہ علی زئی صاحب نے جو اپنے آپ کو ''حافظ'' باور کرایا، اس سے

مراد محدثین کی اصطلاح والا حافظ ہے، قرآن کا حافظ یا کوئی اور؟

غیر مقلدین کے خطیب احسان الٰہی ظہیر صاحب ’’علامہ‘‘ کہلوانے کی کوشش کیا کرتے تھے بلکہ وہ بچوں کو ٹکے دے کر ’’علامہ‘‘ کہلواتے تھے۔عبد الرحمٰن مدنی غیر مقلد نے ظہیر صاحب کی کتابوں کے متعلق لکھا:

’’کتاب کے اوپر احسان الٰہی ظہیر کے تعارف کے لیے بہترین الفاظ ’’رئیس مجلّہ ترجمان الحدیث لاہور (پاکستان)‘‘ طبع کیے جاتے ہیں اور کون اس سے واقف نہیں کہ مجلّہ ترجمان الحدیث سالہا سال تک نہ صرف اپنے رئیس التحریر کی کاوش سے خالی رہتا ہے بلکہ مہینوں یہ بیچارہ ان رئیس التحریر صاحب کی زیارت کے شرف سے بھی محروم ہی رہتا ہے۔ایسے ہی لوگوں کی حالت کا نقشہ قرآن مجید نے یوں کھینچا ہے: ’’لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا وَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ!

اے میرے نبی جو لوگ اپنے کیے پر اتراتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی اسی کام پر تعریف کی جائے جسے انہوں نے نہ کیا ہو، تو آپ انہیں ہرگز عذابِ الٰہی سے کامیاب گمان نہ کیجئے!‘‘

پھر مسجد چینیا نوالی اور احسان الٰہی ظہیر کے سابق اہلِ محلّہ ان دِنوں کو نہیں بھولے جب یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند ٹکے بلکہ بسا اوقات روپے دے کر یہ سکھلایا کرتا تھا کہ مجھے ’’علامہ‘‘ کہا کرو۔اور اب بھی اس شخص نے کسی کی اپنی ذات سے دوستی اور دشمنی کا یہی معیار قرار دے رکھا ہے کہ کون اس کے نام سے پہلے ’’علامہ‘‘ لگاتا ہے اور کون نہیں لگاتا۔‘‘ [ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور: ۵/ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ صفحہ:۶]

اس عبارت کا عکس ’’رسائل اہلِ حدیث جلد اول‘‘ کے آخر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

غور کیجئے! آلِ غیر مقلدیت کے مایہ ناز بزرگ احسان الٰہی ظہیر صاحب کو ’’علامہ‘‘ کہلوانے کا کس قدر شوق تھا کہ وہ اس کی خاطر پیسوں کی قربانی دیا کرتے تھے، بلکہ اخلاق کی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا کہ علامہ کہلوانے پر ہی دوستی و دشمنی کا معیار قائم کر لیا کہ انہیں ’’علامہ‘‘ کہنے والا دوست ہے اور نہ کہنے والا دشمن!

۴۳۸

غیر مقلدین کے حلقہ میں عبد اللہ روپڑی صاحب کو ’’مجتہد العصر‘‘ کہا جاتا ہے جیسا کہ ’’فتاوی اہل حدیث‘‘ کے سرِ ورق پر لکھا ہوا ہے۔

۴۳۹

وہ حوالہ درج ذیل ہے۔عبد اللہ روپڑی صاحب کسی بریلوی لکھاری کی عبارت ’’بعض بد عقیدہ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے‘‘ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’تبصرہ: صاحبِ رسالہ کو لکھنا نہیں آتا مقابلہ کا لحاظ کرتے ہوئے یوں لکھنا چاہیے تھا کہ: اللہ تعالیٰ کی ذات جھوٹ بولنے پر قادر نہیں، کیونکہ نقائص و عیوب سے پاک تو سب ہی مانتے ہیں اگر کہا جائے کہ ’’وہ

جھوٹ بولنے پر قادر نہیں'' یہ نقص اور عیب ہے اس بناء پر مقابلہ صحیح ہوگیا تو اس کے جواب میں دوسرا فریق کہہ سکتا ہے کہ ''جھوٹ پر قدرت نہ رکھنا یہ نقص وعیب ہے۔'' اس لیے خدا کی ذات کو اس سے پاک ماننا چاہیے۔ اس صورت میں مقابلہ ایک اور چیز میں ہوگیا۔ یعنی جھوٹ پر قدرت رکھنا یا قدرت نہ رکھنا ان دونوں میں سے کون سا ''عیب'' اور کون سا ''کمال'' ہے۔ پس صاحبِ رسالہ کو اس کا فیصلہ کرنا چاہیے تھا۔ تا کہ پڑھنے والا کسی نتیجہ پر پہنچتا ویسے لکھنے سے کیا فائدہ؟ اب ہم اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

بریلویہ و دیوبندیہ اور مسئلہ امکانِ کذب:

بریلویہ و دیوبندیہ میں ''امکانِ کذب'' کے بارے میں بحث چلی تھی یعنی خدا جھوٹ بولنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں؟ فریقین کی طرف سے اس پر بہت کچھ لکھا تھا، جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر یہ ہے کہ بریلویہ نے یہ کہا کہ ''جھوٹ عیب ہے'' اور عیب پر قدرت ہو تو اس کے یہ معنیٰ ہوں گے کہ اللہ کی ذات میں عیب ہوسکتا ہے حالانکہ اللہ کی ذات میں عیب ہونا محال ہے۔ دیوبندیہ نے اس کے مقابلہ میں کئی پہلو اختیار کیے، ایک یہ کہ جب ایک شئی ء پر ایک مقام میں ایک نتیجہ مرتب ہو اور دوسرے مقام میں دوسرا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی ذات کو کوئی بھی لازم نہیں کیونکہ جو شئی ء ذات کو لازم ہوتی ہے وہ جہاں ذات ہوگی وہاں وہ ہوگی مثلاً ایک ملک کے لوگ ''سیاہ'' ہیں ایک ملک کے ''سفید'' ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ''سیاہی''، ''سفیدی'' انسانیت کی ذات کو لازم نہیں ورنہ سارے سیاہ ہوتے یا سارے سفید ہوتے جب یہ بات سمجھ آگئی تو اب جھوٹ کو دیکھئے کہ یہ ''فی نفسہ'' عیب ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ فی نفسہ عیب نہیں کیوں کہ اگر ''فی نفسہ'' عیب ہوتا تو شرع اس کو کسی موقع پر مستحسن نہ سمجھتی حالانکہ ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹ مشہور ہیں اور دو شخصوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ایسے ہی کئی موقع میں جہاں جھوٹ کی اجازت ہے بلکہ کئی دفعہ واجب ہو جاتا ہے۔ جیسے کافر ظالم سے مسلمان بھائی کی جان بچانے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ پس معلوم ہوا کہ عیب ہونا جھوٹ کی ذات کو لازم نہیں تو اس پر قدرت ہونے سے خدا کی ذات میں کوئی نقص بھی پیدا نہیں ہوسکتا۔

دوسرا پہلو دیوبندیہ نے یہ اختیار کیا کہ یہاں یہ دو چیزیں ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذاتیہ جیسے اللہ کا ''حی قیوم''، ''سمیع بصیر'' ہونا عالم الغیب ہونا وغیرہ اور ایک اللہ تعالیٰ کے افعال جیسے پیدا کرنا، رزق دینا، مارنا، زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ اور افعال ارادہ کے تحت ہوتے ہیں اور جو چیز ''ارادہ'' سے ہو اس پر قدرت ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا بھی اسی قسم سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کلام پر قادر ہوا۔

کلام کی اقسام: کلام کی دو قسمیں ہیں سچی اور جھوٹی۔ جو اَصل پر قادر ہوتا ہے وہ اس کے افراد پر بھی قادر ہوتا ہے۔ بلکہ اصل پر قادر ہونے کے معنیٰ ہی افراد پر قادر ہونا ہے، کیونکہ شے کو وجود انہی افراد سے ہوتا

ہے، جیسے صرف انسان خارج میں کوئی شی ءنہیں بلکہ زید، عمرو، بکر کا وجود ہی انسانی وجود ہے۔ پس جھوٹ پر قدرت سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ جھوٹ ''عیب'' ہوتو اس سے بچنا کمال ہوگا اور کمال اسی صورت میں ہوگا کہ اس پر قدرت ہو۔ اگر قدرت نہ ہوتو اس سے بچنے کے کچھ معنی نہیں مثلاً کوزے میں پانی نہ ہوتو اس سے بچنے کے کیا معنی۔ ''اہل سنت'' اس پر متفق ہیں کہ خیر اور شر کا خالق خدا ہے، اور اس میں شبہ نہیں کہ ''شر'' عیب ہے۔ لیکن اللہ کا اس کو پیدا کرنا ''عیب'' نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ جھوٹی کلام کرنا بھی اللہ کے لیے عیب نہ ہو۔ چہ جائیکہ اس پر قدرت عیب ہو۔ غرض اس قسم کی وجوہ بہت ہیں جو دیو بندیہ کے نظریہ کو ترجیح دیتے ہیں۔''

[توحید الرحمٰن: ۱۳۶ تا ۱۳۸]

روپڑی صاحب کا یہ حوالہ علی زئی صاحب کے لیے کافی مشکل کا باعث بنا کیونکہ علی زئی صاحب کے نزدیک امکانِ کذب کفریہ عقیدہ ہے جب کہ روپڑی صاحب اس عقیدے کو از روئے دلائل راجح مانتے ہیں۔ اس جگہ سند کی بھی بحث نہ تھی کہ علی زئی کسی راوی پر ہاتھ رکھ دیتے اور یہاں چونکہ روپڑی صاحب نے دیوبندیوں کا نام لے کر ان کے عقیدے ''امکانِ کذب'' کو درست قرار دیا لہٰذا یہ تاویل بھی نہ چل سکتی تھی کہ روپڑی صاحب کا عقیدہ ''امکانِ کذب'' اور ہے اور دیوبندیوں کا عقیدہ اس سے الگ نوعیت کا ہے جیسا کہ وحدۃ الوجود کے مسئلہ میں تاویل ہانک دی ہے۔ لیکن اپنے فتویٰ تکفیر سے روپڑی صاحب کو بچانا بھی ضروری تھا تو لگے تاویلیں کرنے مگر اُن تاویلوں میں کوئی جان نہیں۔ دیکھئے آنے والے حواشی۔

۴۴۰

علی زئی صاحب کہہ رہے ہیں: ''سن ۲۰۱۱ء میں پہلی دفعہ چھپی۔''

میرے پاس محدث روپڑی اکیڈمی لاہور کی شائع شدہ ''توحید الرحمٰن'' ہے اس کے سب ٹائٹل پر ''سن اشاعت............۲۰۰۱ء '' لکھا ہوا ہے۔

۴۴۱

علی زئی صاحب جس جگہ کا حوالہ دے رہے ہیں: وہ غیر مقلدین کے ''حافظ'' عبدالوہاب روپڑی کی درج ذیل عبارت ہے:

''داعی اجل نے ان کو مہلت نہ دی کہ وہ اس کی تبویب وتصویب جدید کرسکیں۔ اب ہم نے بفضل حق تعالیٰ اس کتاب کی تبویب وترتیب کرلی ہے تاکہ عوام الناس ان علمی جواہر پاروں سے استفادہ کرسکیں اور شرکیہ ظلمات سے باہر آجائیں اور نجات اُخروی حاصل کرسکیں۔''

[توحید الرحمٰن: ا طبع محدث روپڑی اکیڈمی، جامعہ چوک دالگراں لاہور]

علی زئی صاحب نے لفظ ''تسوید'' لکھا جب کہ یہاں تسوید کا لفظ نہیں ہے۔ نیز علی زئی صاحب نے کہا کہ روپڑی صاحب کو ''تصویب'' کا موقع نہیں مل سکا۔ جب کہ محولہ کتاب میں ''تصویب جدید'' کے الفاظ ہیں۔ یعنی نئی تصویب کا موقع نہیں ملا، نہ یہ کہ بالکل ہی تصویب نہیں کر پائے۔

نیز عبدالوہاب روپڑی صاحب نے تو تبویب وترتیب کے ساتھ اس کتاب کو شائع کیا ہے بلکہ سرورق پر ''تخریج'' بھی انہی کی طرف منسوب ہے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۴۴۲

علی زئی صاحب کہتے ہیں:

''روپڑی صاحب کو اس تصویب (تصحیح) وتسوید کا موقع نہ مل سکا۔ لہٰذا روپڑی صاحب اس کتاب کے ذمہ دار نہیں۔''

اولاً: عرض ہے یہ اصول کس نے بنایا ہے کہ جب تک مصنف کتاب پر تصویبِ جدید نہ کر لے وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوتا؟

ثانیاً: علی زئی صاحب نے اپنی تحریروں میں جن جن کتابوں کی عبارات کو اپنے حق یا مخالف کی تردید میں پیش کیا ہے، مصنفین سے اُن سب کتابوں کی تصویبِ جدید کا ثبوت پیش کرنے کی کوئی غیر مقلد ذمہ داری لیتا ہے؟

ثالثاً: یہاں علی زئی صاحب نے مصنف کی طرف سے تصویب کے ضروری ہونے کا اُصول گھڑا، جب کہ دوسرے کئی مقامات پر خود ہی اس اصول کو پسِ پشت ڈالا ہے۔ مثلاً انہوں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کی طرف منسوب ''تقریر ترمذی'' کا حوالہ پیش کیا۔ [علمی مقالات: ۳۶۰/۵، دین میں تقلید کا مسئلہ: ۲۴]

کیا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے مذکورہ کتاب کی تصویب ثابت ہے؟

۴۴۳

عبارت کو شاذ تو کہہ دیا ہے مگر شاذ ہونے کی دلیل کیا ہے؟

اگر شاذ مان بھی لیا جائے تو کیا اُن پر فتویٰ نہیں لگ سکتا؟ آپ کے نزدیک ''امکانِ کذب'' کفریہ عقیدہ ہے تو شاذ کہہ دینا انہیں فتویٰ تکفیر سے کیسے بچا سکتا ہے؟

کسی صاحب نے کہا:

''یہ شاذ قول ہے اور اس کو نہ تحقیقی طور پر پیش کر سکتے ہیں کہ ابنِ ہمام نہ خدا ہے اور نہ رسول، نہ الزامی طور پر کہ یہ مفتیٰ بہ نہیں ہے۔''

علی زئی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا:

’’ہمیں یہ تسلیم ہے کہ ابنِ ہمام نہ اللہ ہے اور نہ رسول، لیکن ...اس کا قول ...بطورِ الزام پیش کیا جاتا ہے کہ دیکھو جس بات کا تم انکار کرتے ہو، اسے تمہارے فلاں وفلاں مولوی نے بھی تسلیم کر رکھا ہے۔‘‘

[علمی مقالات:۱۰۹/۶]

شاذ قول کا اگر جواب اسی طرح آپ کو دیا جائے کہ:

’’دیکھو! جس امکان کذب کو تم کفریہ عقیدہ کہتے ہو اسے تمہارے فلاں وفلاں مولوی نے بھی تسلیم کر رکھا ہے۔‘‘ تو کیسا رہے گا؟

۴۴۴

علی زئی صاحب نے عام غیر مقلدین والا رٹا رٹایا جواب نہیں دیا کہ ہمارا مذہب مولویوں کے فتوے نہیں، بلکہ یوں گلو خلاصی چاہی کہ: ’’یہ عبارت غیر مفتیٰ بہا ہے۔‘‘

جس فقہی مسئلہ پر فتویٰ دیا جاتا ہے اسے ’’مفتیٰ بہا‘‘ اور جن مسائل پر فتویٰ نہیں ہوتا انہیں ’’غیر مفتیٰ بہا‘‘ کہا جاتا ہے۔ ان فقہی مسائل کو ماننے کی وجہ سے احناف وغیرہ کو غیر مقلدین اقوال الرجال کا پیرو قرار دیتے ہیں۔ علی زئی کے الفاظ ’’غیر مفتیٰ بہا‘‘ سے تاثر مل رہا ہے کہ ان کے ہاں بھی اقوال الرجال کی پیروی کی جاتی ہے البتہ ان میں سے بعض غیر مفتیٰ بہا اقوال بھی ہوتے ہیں جن پر عمل نہیں کیا جاتا۔ جب کہ ان کا عام دعویٰ یہی ہے کہ اہلِ حدیث اقوال الرجال کی بجائے قرآن وحدیث ہی کی پیروی کیا کرتے ہیں۔ جب آپ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ اہلِ حدیث کا مذہب اقوال الرجال نہیں، صرف قرآن وحدیث ہی مذہب ہے تو آپ کے ہاں مفتیٰ بہا اور غیر مفتیٰ بہا کی تقسیم کیوں ہے؟ کہیں احناف کی نقل اتارتے ہوئے تو ’’غیر مفتیٰ بہا‘‘ نہیں کہہ دیا؟ لیکن نقل اُتارنے سے پہلے سوچ لیا جاتا کہ آپ کے مذہب میں یہ نقل چل سکتی ہے؟

علی زئی صاحب! آپ کے نزدیک ’’امکانِ کذب‘‘ کفریہ عقیدہ ہے تو کیا آپ کی طرف سے ’’غیر مفتیٰ بہا‘‘ کا لیبل روپڑی صاحب کو ’’فتویٰ تکفیر‘‘ سے بچالے گا؟ ’’غیر مفتیٰ بہا‘‘ کہہ دینے سے وہ اسلامی عقیدہ تو نہیں بن سکتا۔

۴۴۵

امکانِ کذب توہین کیسے ہے، کوئی وضاحت اور دلیل؟ نیز اگر یہ توہین ہے تو عبد اللہ روپڑی صاحب سمیت جو آلِ غیر مقلدیت ’’امکانِ کذب‘‘ کے قائل ہیں انہیں توہینِ الٰہی کا مرتکب مان لو۔

۴۴۶

پہلے توہین تو ثابت کرو، پھر کہنا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اگر اسے قرآن وحدیث کے

خلاف قرار دیتے ہو تو ''امکانِ کذب'' کے قائل نام نہاد اہل حدیثوں کو قرآن و حدیث کے خلاف ماننا پڑے گا۔

۴۴۷

علی زئی صاحب کے ہاں لفظِ ''غالی'' گالی ہے۔ چنانچہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''سرفراز خان نے اہلِ حدیث کو غالی کہہ کر گالی دی ہے۔'' [الحدیث: ۲۴/۵۰]

مگر یہاں خود ہی دوسرے کو ''غالی'' کہہ رہے ہیں۔

۴۴۸

لیکن اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار تو عقائد میں تقلید کیا کرتے ہیں۔

عبدالعزیز سیکرٹری اہلِ حدیث ہند لکھتے ہیں:

''وہی [اہلِ حدیث (ناقل)] لوگ صحابہ کرام اور ائمہ حدیث کا مسلک چھوڑ کر چھاڑ کر کہیں متکلمین کی خوشہ چینی کرتے ہیں، کہیں معتزلہ جہمیہ کی تقلید کرتے ہیں'' [فتنہ ثنائیہ: ۲۴ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث]

فاسد العقیدہ لوگوں کی تقلید کے مزید حوالہ جات کے لیے الاربعین وغیرہ کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

عبدالجلیل سامرودی صاحب لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث بھی دو قسم کے ہیں ایک خالص اہلِ حدیث اصولاً و فروعاً اور ایک فروعاً اہل حدیث اصولاً غیر اہلِ حدیث یعنی ماتریدی یا اشعری'' [فتاویٰ ستاریہ: ۲۴/۳]

سامرودی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''مدارس اہلِ حدیث میں خالص اہلِ حدیث کے عقائد کی کوئی چھوٹی بڑی کتاب درس میں رکھی ہی نہیں گئی تھی اور نہ ہی اب ہے۔ وہی درسِ نظامی اور عقائد نسفی وغیرہ اور ظاہر ہے جیسا تخم ریزی کیا جائے گا اُسی کا پھل حاصل ہوگا۔ کیکر بو کر آم کس نے حاصِل کیا۔ بہر صورت جب بڑے علماء ہی اصل عقائد اہلِ حدیث سے بے بہرہ ہیں بُرا نہ مانیں تو پھر عوام میں وہ صحیح عقائد کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ بڑے علماء کا کیا قصور اُن کو تو تعلیم ہی اسی کی ملی تھی وہ اپنی تعلیم کے پابند ہوتے ہیں۔ مولود فطرت اسلامی پر ضرور پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ یہود و نصاریٰ، مجوس وغیرہ بنا دیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کے روحانی آباء و اجداد کا قصور ہے۔ نہ بڑے اہلِ حدیثوں نے اس کا احساس کیا، نہ علماء نے انہیں متنبہ کیا۔ علماء تو اس لیے کہ وہ اپنی تعلیم کے پابند ہیں۔ اس طرف بخاری و مسلم، اربابِ سنن چلاتے پھرتے تھے مگر ان کی گردنیں ہمارے علماء نے دبا رکھی تھیں اس لیے کہ انہیں تعلیم ہی جداگانہ مل چکی تھی وہ کب کسی کی سنتے تھے۔'' [فتاویٰ ستاریہ ۲۵/۳]

سامرودی صاحب نے آگے لکھا:

''میں اپنے ہم عصر علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میری اس بات کو غلط ثابت کر کے انصافاً بتا دیں کیا آپ لوگ اشعری قدیم اور ماتریدی کے عقائد کے پابند نہیں، پھر تمہیں اپنے آپ کو اہلِ حدیث خالص کہتے ہوئے شرم نہیں آتی سورج پر خاک ڈالنا چاہتے ہو، چاند کو ڈھال سے بے نور کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم درسِ نظامی کے دلدادہ نہیں، گرویدہ نہیں'' [فتاویٰ ستاریہ: ۲۶/۳]

۴۴۹ چودھویں صدی کا بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ آپ چودھویں صدی والے کی بات نہ مانیں مگر اُن پر فتویٰ تو لگا سکتے تھے۔ آپ کے نزدیک امکانِ کذب کفریہ عقیدہ ہے تو اس کے قائل پر آپ فتویٰ تکفیر جاری کرتے خواہ وہ چودھویں صدی کا ہو یا پہلے کا۔

۴۵۰ روپڑی صاحب کا یہ قول ''مشکوک'' ہرگز نہیں جیسا کہ اوپر یہ بحث گزر چکی ہے البتہ علی زئی صاحب کے خلاف ضرور ہے۔

اعلان: آئندہ ''امکانِ نظیر'' پر بحث ہوگی ان شاء اللہ۔ ☆☆☆☆

جاوید غامدی گمراہ ہے، اس کی کتابوں سے احتراز کرنا چاہیے

سوال نمبر:67380

میں نے پاکستانی عالم جاوید احمد غامدی سے سنا کہ اگر ایک عالم یا علماء کی ایک جماعت کا اجتہاد کسی مسئلے میں اجماع کے خلاف ہو اور یہ اجتہاد قرآن وحدیث کے مطابق صحیح ثبوت کی بنیاد پر ہو لیکن وہ اجماع قرآن وحدیث کے مطابق صحیح ثبوت پر مبنی نہ ہو تو اس اجماع کی کوئی اہمیت نہیں ہے، اسے مسترد کر دینا چاہئے اور جو اجتہاد قرآن وحدیث کے مطابق صحیح ثبوت پر مبنی ہو اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ تو کیا یہ بات اہل سنت والجماعت کے مطابق درست ہے؟ براہ کرم، رہنمائی فرمائیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1437/9=L/983-930:IDFatwa

اجماع قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی ہوا کرتے ہیں، اگر کوئی اجماعی مسئلہ اس کے خلاف ہو تو اس کو پیش کیا جائے۔ واضح رہے کہ جاوید احمد غامدی ایک گمراہ شخص ہے اس کے بہت سے عقائد ونظریات جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف ہیں، ایسے شخص کی کتابوں کے مطالعہ سے احتراز کرنا چاہئے۔

واللہ تعالیٰ اعلم......دارالافتاء: دارالعلوم دیوبند

قارئین کی ڈاک

محترم جناب حضرت مولانا احسن خدامی زید معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   امید ہے کہ مزاج بخیر ہونگے......!!

دودن قبل آپ کی طرف سے ارسال کردہ ماہنامہ مجلّہ ''صفدر'' موصول ہوا......

اس کے اگلے ہی دن ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' اور ''تحفظ عقائدِ اہل سنت'' جیسی شاہکار کتب بھی موصول ہوئیں......

اس کرم نوازی پہ بالخصوص آپ کا بالعموم آپکے ادارہ کے تمام رفقاء کا مشکور وممنون ہوں......

اس پرفتن دور میں احقاقِ حق وابطال کی اہمیت سے ہر مسلکی دردمند ذی شعور بخوبی آگاہ ہے......

فی زمانہ فتنوں کی یورش نے جہاں ہماری بنیادی اخلاقی ومعاشرتی قدروں کو جس عجلت میں بے دردی کے ساتھ تبدیل کیا ہے اس نے ہر صاحبِ دل کو پریشانیوں میں بھی مبتلاء کر دیا ہے......

المیہ یہ ہے کہ اہل حق سے وابستہ افراد وشخصیات اور بعض معروف اداروں میں حق وباطل میں تمیز اور معیار کو پرکھنے کی صلاحیت تقریبا ختم کر دی گئی ہے......اور انتہائی تشویشناک بات یہ ہے کہ ''ابتلائے عام'' کو دلیل بنا کر اپنے عقائد کی بنیادوں تک کو پامال کر دیا گیا ہے......

کئی برس قبل اپنے ''استادِ محترم رحمہ اللہ'' سے سنا تھا کہ: ''عقیدہ دو اور دو چار کی مانند ہے، ساڑھے تین پونے چار کی باتیں تلبیس ہیں۔''

حقیقت بھی یہی ہے کہ عقیدہ ایمان کی سلامتی وحفاظت کا ضامن اور اساس ہے......اگر اس میں تاویلات کا مروجہ دروازہ کھول دیا جائے تو بہت کچھ خطرہ میں جانے کا اندیشہ ہے......اس لیے عقائد کی مضبوطی ہی سے ہم فروعی مسائل میں اپنے مسلکِ اعتدال کی راہ پہ چل سکتے ہیں......

افراط وتفریط کے کیچڑ سے اٹھنے والے چھینٹوں سے بچنا ہی حدِ اعتدال کو واضح کرتا ہے......

اہلِ حق سے وابستہ اکابر نے تمام حدود کو متعین کر کے ہم جیسے طلابِ علم کے لیے راحتوں کا سامانِ فلاح بتلایا ہے......اور ان ہی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہم اپنے اکابر کی تعلیمات پہ عمل پیرا ہو کر دستورِ زندگی میں فتنوں سے بچ سکتے ہیں......

ہمارے مسلکی اندرونی خلفشار کی بنیاد بھی اسلاف ومشاہیر بیزاری ہی سے شروع ہوتی ہے......

ہمارے تمام مسلکی مسائل کا حل صرف ایک نکتہ ''اکابر پہ اعتماد'' میں منحصر ہے......

اور عظمتِ رفتہ کے ان علمائے ربانیین رحمہم اللہ کے مشربِ خاص کی رہنمائی کے لیے ان کی سالوں کی کاوشوں کے نچوڑ کی صورت میں وہ قلمی شہ پارے الحمدللہ موجود ہیں......

حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ سے لیکر شیخ العرب و العجم حضرت مدنی رحمہ اللہ تک اور حضرت قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ سے لیکر امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ تک اور پھر حضرت امین اکاڑوی رحمہ اللہ سے لیکر مولانا انور اکاڑوی مدظلہ تک پوری ایک تاریخ ان کے فیوضات کی ہمارے سامنے ہے......

اللہ ہمارے اکابرِ حقہ کی قبور پہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، ان کی تحقیقات نے آج کے گئے گزرے دور میں بھی منہجِ نبوت و آثارِ صحابہ سے منسلک رکھا ہوا ہے......

''اپنوں'' کی اغلاط کی نشان دہی کے ساتھ ان کی فکری اصلاحِ احوال پہ جہاں ان باصفاء مشائخ نے اپنے قلم و بیان سے کوشش کی وہیں ''غیروں'' کی سازشوں سے بھی آگاہ کرتے ہوئے ہماری نظریاتی تربیت بھی کی......

یہ چند باتیں مجلّہ ''صفدر'' کو پڑھ کر تازگی کے احساس کے ساتھ لکھ رہا ہوں......

مسرت و جذبات کے خوشگوار اثرات اس رسالہ کو پڑھ کر ہونے کی وجہ ان احباب کو ہدیہ تبریک پیش کرنا بھی مقصود ہے جنہوں نے اکابر کی روایتوں اور نسبتوں کے تسلسل کو جاری رکھا ہوا ہے......

انتشار وافتراق زدہ اس ماحول میں جراتِ صداقت کا علَم بلند کرتے ہوئے حقیقتاً اکابر کے مزاج و اسلوب کو برقرار رکھنا قابل تقلید اور قابلِ تحسین عمل ہے......

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف و اکابر کے نقوشِ پا پہ ہی گامزن رکھے......اور آخرت میں بھی اپنے اُن اولیائے صدیقین کے ساتھ ہم کو رکھے......آمین

مذکورہ دونوں کتب اپنے عنوان کی اہمیت کی بناء پہ اہتمام سے پڑھنے کی متقاضی ہیں...... یقیناً اس کے مطالعہ سے خوب استفادہ کا موقع نصیب ہوگا......

آخر میں ایک بار پھر......!!

محترم برادرم مولانا احسن خدامی اور حمزہ احسانی سلمکم اللہ کو اللہ جل شانہ اپنی شان کے مطابق اجر عطاء فرمائے......اور دین کی جس عالی نسبت سے ان حضرات نے شفقت فرمائی ہے، اللہ ان حاملین خانوادہ کی نسبتوں کے طفیل خوب خوب نوازے......آمین!

دعاؤں کی درخواست واپیل ہے......!! فقط والسلام......طلحہ رحمانی ☆☆

''اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب'' پر ماہنامہ الفاروق کا تبصرہ

۱۹۹۳_۹۴ء کی بات ہے کہ مکہ مکرمہ میں مقیم محمد بن علوی مالکی کی کتاب ''**مفاهيم يجب أن تصحح**'' کا اردو ترجمہ پاکستان میں ''اصلاح مفاہیم'' کے نام سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خلفاء کی سرپرستی اور تائید سے شائع کیا گیا اور اس میں بریلویوں کے نظریات پر مشتمل کئی متنازعہ امور ومسائل مذکور تھے۔

اسی طرح حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے بعض خلفاء کی طرف سے ''اکابر کا مسلک ومشرب'' نامی رسالہ بھی شائع کیا گیا تھا، جس میں بدعات پر مشتمل بعض امور کی تائید کی گئی تھی اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بعض ایسی چیزیں منسوب کی گئی تھیں جو ان کا مسلک ومشرب قطعاً نہیں ہوسکتی تھیں تو اس وقت کے اکابر علماء حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب (خیر المدارس ملتان)، حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب، حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب، حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہم اللہ، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم العالیہ وغیرہ حضرات نے اس بات کا نوٹس لیا اور دلائل وبراہین کی روشنی میں اس کی تردید کر کے اہل علم وعوام اور خود اس کتاب کی اشاعت وترویج کرنے والے حضرات کو بھی اس مسئلہ کی سنگینی اور حقیقت سے آگاہ کیا۔ اس سلسلے میں بعض معروف دارالافتاؤں کی طرف رجوع کر کے فتاوی بھی حاصل کیے گئے۔ ''اصلاح مفاہیم'' نامی کتاب پر بعض بزرگوں سے تقاریظ بھی لی گئیں تھیں تو مذکورہ اکابر کی نشاندہی کے بعد اس وقت ان بزرگوں نے اپنی تقاریظ سے رجوع فرمالیا تھا۔

بہر حال ان میں سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس سلسلے کی تمام تحریرات ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' قدیم ایڈیشن کی جلد دہم میں شائع کر دی گئیں تھیں۔ نیز اکابر و بزرگوں کی اس سلسلے کی تمام تحریروں کو ۲۰۰۶ء میں حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی زید مجدہ کے صاحبزادے مولانا ابوبکر علوی نے ''اصلاح مفاہیم پر تحقیقی نظر'' کے نام سے شائع کر دیا تھا۔

اَب چوں کہ یہ کتاب مارکیٹ میں نہیں مل رہی تھی اور اس معاملے کے دیگر امور بھی وجود میں آئے، جن میں ایک بنیادی امر ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے تخریج شدہ ایڈیشن ۲۰۱۳ء سے اس مسئلہ

سے متعلق تحریرات کا نکالنا بھی ہے، جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس مسئلہ کی جڑیں اب تک موجود ہیں، لہٰذا زیر نظر کتاب میں مذکورہ فتنے کی موجود جڑوں اور اثرات کی نشاندہی کرنے اور اکابر کے حقیقی مسلک و مشرب، ان کے ذوق اور تحقیقی مواد کو محفوظ کرنے کے لیے اس مسئلہ سے متعلق تمام تحریروں کو حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (مدینہ منورہ) کی سرپرستی میں مفید اضافوں کے ساتھ نئے سرے سے مرتب کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرتب کی اس کاوش کو قبول فرما کر اسے اصلاح کا ذریعہ بنائے۔

کتاب کی جلد بندی مضبوط اور طباعت درمیانے درجے کی ہے۔

[ماہنامہ الفاروق، کراچی......ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ]

مولانا زاہد الراشدی کا دوہرا معیار

معروف متجدد عمار خان ناصر کے والد بزرگوار مولانا زاہد الراشدی اپنے ایک ''کھلے خط'' میں لکھتے ہیں:

''ہمارے ماحول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے کی نفی کا فائدہ صرف قادیانیوں کو پہنچتا ہے اور اِس قسم کی بات کرنے والے نہ صرف مسلمانوں کے ایک اجماعی عقیدہ کی نفی کرتے ہیں بلکہ قادیانیوں کے اس موقف کی تقویت و تائید کا باعث بھی بنتے ہیں۔

....میری درخواست ہے کہ اس ماحول میں جبکہ عالمی استعمار مسلمانوں کو اُن کے مسلمہ عقائد اور کمٹمنٹ سے محروم کرنے کے لیے سرگرم عمل ہے، ایسی کسی بات سے گریز کریں جو اسلامی عقائد میں شک پیدا کرنے اور قادیانیوں اور دوسرے گمراہ گروہوں کی تائید کا باعث بن سکتی ہو۔''

[ماہنامہ لولاک: ۲۷، ربیع الاول ۳۰ھ...... مارچ ۲۰۰۹ء]

لیکن جب مولانا زاہد الراشدی صاحب کے اپنے فرزند دلبند جناب عمار خان ناصر صاحب ''مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ'' حیات عیسیٰ پر حملہ کرتے ہیں، ناموس رسالت کے قانون اور توہین رسالت کے مجرم کی سزا کے بارے میں عالمی استعمار کے ''غامدی موقف'' کا پرچار کرتے ہیں، مسلمانوں کو اُن کے مسلمہ عقائد سے محروم کرنے کے لیے اجماع پر پھبتیاں کستے ہیں، اسلامی اَفکار میں شکوک پیدا کرنے کے لیے رجم اور ارتداد کی سزا کے حوالے سے بے فائدہ آراء کی تشہیر کرتے ہیں، جاوید احمد غامدی اور ابوالاعلیٰ مودودی جیسے گمراہوں کی کھلے لفظوں میں فکری و نظریاتی تائید کرتے ہیں، حتیٰ کہ قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے جیسے ''کفر'' کا خود مولانا راشدی کے سامنے اقرار کرتے ہیں تو مولانا راشدی کا کوئی ''کھلا خط'' نظر نہیں آتا۔ کیا مولانا زاہد الراشدی اِس بارے میں فرق کی وجہ بیان کرنا پسند فرمائیں گے؟

کتاب ''اکابر کا حقیقی مسلک ومشرب'' (جدید ایڈیشن) کی اجمالی فہرست

باب نمبرا......آغاز سخن

......تفصیلی فہرست ------------------------ 12
......انتساب ------------------------------ 35
......عرض مرتب، از: خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری غفرلہ ---------- 36
......پیش لفظ، از: حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی مدظلہ ---------- 39
......تقریظ: حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہم ---------- 53
......تقریظ: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو مدظلہم ---------- 55
......تقریظ: حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم ---------- 56
......تقریظ: حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم ---------- 58
......مکتوب گرامی مولانا اسماعیل بدات رحمہ اللہ بنام مولانا یحییٰ لدھیانوی ---------- 60
(بسلسلہ ''آپ کے مسائل اوران کا حل'' کے ناشرین کی خیانت)
......مقدمہ از حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ برائے: ''تحقیقی جائزہ'' ---------- 62
......مقدمہ مولانا مفتی شعیب صاحب برائے: مجموعہ تحریرات مفتی عبدالواحد صاحب ---------- 80
......پیش لفظ طبع اول از: مولانا مفتی ابوبکر علوی صاحب ---------- 96
......اصلاحِ مفاہیم اوراس کے متعلقات، ماہ وسال کے آئینے میں، از: عبدالرحیم چار یاری ---------- 98

باب نمبر۲......جناب علوی مالکی اوران کے حامیوں کا تعارف

......محمد علوی مالکی صاحب کے عقائد اُن کی تحریرات کے آئینے میں! از: مفتی عبدالواحد ---------- 106
......حضرت شیخ الحدیثؒ کے چند خلفاء کا تعارف۔از: مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد مدظلہم ---------- 121
......جناب صوفی اقبال صاحب مولانا علوی مالکی کے خلیفہ ہیں ---------- 143
......شیخ علوی مالکی کیا تھے؟ اہل سنت یا اہل بدعت؟ از: مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی ---------- 144
......مالکی قادری بھائی بھائی! از: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ ---------- 161
......حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ اور جناب محمد علوی مالکی صاحب از: حمزہ احسانی ---------- 281
......جوابی مکتوب بنام مولانا حافظ نثار احمد الحسینی صاحب، از: حمزہ احسانی ---------- 292

باب نمبر۳......''اصلاح مفاہیم'' کا تحقیقی جائزہ

......اصلاح مفاہیم،فکرومندرجات کا مختصر وجامع تجزیہ،از:مولانا مفتی عبدالستارؒ ملتان ----- 305

......جناب علوی مالکی کی تضاد بیانیاں!از:فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ---- 319

......یہ مسائل روحِ اسلام کے خلاف ہیں۔جوابی مکتوب،از:حضرت امام اہل سنتؒ ------ 332

......اصلاح مفاہیم پر ایک نظر،از:مفتی عبدالواحد مدظلہم ------------ 333

......اصلاح مفاہیم اوراس کی تقریظوں پر تبصرہ،از:مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ----- 382

......جوابی مکتوب بنام مولانا صدیقی ومولانا ہزاروی،از:مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ---- 391

......اصلاح مفاہیم پر تحقیقی نظر،از:مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ------------ 432

......کچھ اصلاح مفاہیم کے بارے میں،از:مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ---- 483

......اصلاح مفاہیم پر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کی تقریظ--------------- 535

......مولانا مفتی فرید صاحب اکوڑہ خٹک کا رجوع--------------- 550

......حضرت مولانا حسن جان شہید رحمہ اللہ کا رجوع--------------- 550

......حضرت سید نفیس الحسینی شاہ رحمہ اللہ کا رجوع--------------- 551

باب نمبر۴......''اکابر کا مسلک ومشرب'' کا تحقیقی جائزہ

......ہمارے اکابر کا اصل مسلک،از:مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم------------ 556

......تیسرے اڈیشن پر ایک نظر،از:مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم------------ 579

......رسالہ اکابر کا مسلک ومشرب پر ایک تحقیقی نظر،از:مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ-- 600

......رسالہ اکابر کا مسلک ومشرب پر مختصر تبصرہ،از:مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ------ 651

......طبع سوم پر چشم کشا تبصرہ،از: مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ---- 654

......رسالہ اکابر کا مسلک ومشرب سے علماء مدینہ کا اظہارِ بیزاری------------ 665

......مکتوب گرامی بنام مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب،از:فقیہ العصر حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ--- 667

......مکتوب گرامی بنام مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب،از:مولانا محمد اسماعیل بدات صاحب---- 668

......مکتوب گرامی بنام مولانا سمیع الحق مدظلہم، از:فقیہ العصر حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ----- 680

......مکتوب گرامی بنام جناب خضر حیات صاحب،از:مولانا محمد اسماعیل بدات صاحب---- 681

......شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہم کی وضاحت------------ 684

باب نمبر۵......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے رجوع کا قصہ

......داستان عبرت نمبر۲،از: مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم ــــــ 686
......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا رجوع نامہ ایک نظر،از: مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم ــــــ 697
......حقیقت حال،از: مولانا زاہد حسین رشیدی ــــــ 700
......مولانا ہزاروی کے رجوع نامے سے متعلق دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ــــــ 703
......مکتوب گرامی مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم بنام مولانا عصمت اللہ صاحب ــــــ 705
......بعداز رجوع ہزاروی صاحب سے بیعت کے بارے میں مفتی عبدالستارؒ کا فرمان ــــــ 706
......رجوع نامہ کی قبولیت کی شرائط ــــــ 707
......دیوبندی بریلوی اختلاف اور مولانا ہزاروی کا رجوع نامہ،از: مولانا جمیل الرحمٰن عباسی ــــــ 708

باب نمبر۶......مروجہ مجالس ذکر ودرود شریف کی شرعی حیثیت

......مجالس ذکر،از: قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ ــــــ 712
......مروجہ مجالس ذکر ودرود کی شرعی حیثیت،از مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم ــــــ 717
......مروجہ ایصال ثواب اور مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ،از: مولانا محمد رفیع رحمہ اللہ ــــــ 745
......پورے رمضان کے نفلی اعتکاف اور اجتماعی ذکر ودرود کا شرعی حکم،مفتی عبدالشکور ترمذیؒ ــــــ 746
......مخصوص مجالس کے لیے تداعی،مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ ــــــ 751
......اجتماعی ذکر ودرود سے متعلق ایک اہل فتویٰ،حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن مدظلہم ــــــ 755

باب نمبر۷......فتاویٰ جات

......دیوبندی بریلوی اختلاف حقیقی یا فروعی،دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ــــــ 765
......جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کا فتویٰ ــــــ 768
......اصلاح مفاہیم کے بارے میں ایک استفتاء اور جید علماء کی آراء ــــــ 771
......مولانا عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ کا فتویٰ ــــــ 775
......اپیل،از: مولانا محمد اسماعیل بدات مدظلہم ــــــ 777
......محفل درود شریف کے بارے میں مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ کا فتویٰ ــــــ 778
......محفل درود شریف اور عورتوں کی تبلیغی جماعت کے متعلق فتویٰ ــــــ 779

......نقشہ نعل شریف سے متعلق جامعہ اشرفیہ لاہور کا فتویٰ -------------- 780
......حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم کا فتویٰ بتائید مفتی عبدالشکور ترمذیؒ ---- 784

باب نمبر ۸......فتاویٰ اور دستی تحریرات کے عکس

......دارالعلوم دیوبند کے فتوے کا عکس -------------------- 791
......مظاہر العلوم سہارنپور کے فتوے کا عکس -------------------- 792
......حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کے مکتوب گرامی کا عکس -------------- 793
......مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ کے فتوے اور مکتوب کا عکس -------------- 794
......مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کے مکاتیب گرامی کا عکس -------------- 796
......مولانا مفتی فرید صاحب رحمہ اللہ کے رجوع نامے کا عکس -------------- 798
......مولانا حسن جان شہید رحمہ اللہ کے مکتوب گرامی کا عکس -------------- 799
......مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کا 'رجوع نامہ'......دارالعلوم کراچی کے فتوے کا عکس ------- 800
......مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی کے فتوے کا عکس -------------------- 802
......جامعہ اشرفیہ کے فتوے کا عکس -------------------- 803
......جناب علوی مالکی کی ان کتب کے عکس جن کے بریلویوں نے ترجمے کرائے اور طبع کیں ---- 805
......بریلوی رسالے ''جہانِ رضا'' کا عکس -------------------- 806
...... حافظ صغیر احمد صاحب کے خط کا عکس -------------------- 807
......مجلس ذکر اور بیعت کی تداعی پر مشتمل ایک اشتہار -------------------- 808
......''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے ناشرین کی خیانت کا عکسی ثبوت -------------- 809

ضمیمہ نمبر ۱......مروجہ مجالس ذکر اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

......مروجہ مجالس ذکر کے بارے میں مولانا زکریا رحمہ اللہ کا موقف اُن کے مکتوبات کی روشنی میں ۔ 814

ضمیمہ نمبر ۲......مولانا نثار احمد الحسینی کی ناانصافیاں اور مغالطہ آمیزیاں

......افکارِ علوی مالکی کے بارے میں حضرت امام اہل سنت کی رائے اور مولانا نثار احمد کی ناانصافی ۔ 834
......مولانا نثار احمد الحسینی کے مرتبہ رسالہ ''قضیہ کا خاتمہ'' کا تحقیقی جائزہ -------- 842
......رئیس المحدثین مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد الحسینی ------- 864

مجلہ صفدر کے خاص نمبرات اور اہم مضامین

’’فتنۂ غامدی نمبر‘‘ (جلد اول)......جاوید احمد غامدی کے گمراہ کن افکار کا تحقیقی جائزہ......صفحات: ۶۰۰...... قیمت: ۲۰۰

’’حقیقتِ میلاد نمبر‘‘......میلاد کی تاریخ، شرعی حکم وغیرہ سے متعلق تحریراتِ اکابر......صفحات: ۱۰۴...... قیمت: ۵۰

’’گوشۂ خاص‘‘......بیاد: شیرِ اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ......ش: ۱۲/۱۳...... قیمت: 30

’’گوشۂ خاص‘‘......بیاد: مولانا سید صفی اللہ شاہؒ، (المعروف سید عبدالکریم شاہؒ) نہڑ والی بہاولپور......ش: ۱۹...... قیمت: 20

’’گوشۂ خاص‘‘......بیاد: تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا سید اصلح الحسینیؒ، کراچی......ش: ۴۴...... قیمت: 35

عمار خان ناصر اور مولانا زاہد الراشدی کے بارے اکابر کا فیصلہ اور اس کی وجوہات......ش: ۳۸...... قیمت: 25

مولانا زاہد الراشدی صاحب کی اکابر وفاق سے خط وکتابت اور کمیٹی کے قیام کی روداد_ش: ۴۲/۴۳_ قیمت: 50

مولانا زاہد الراشدی اور عمار خان ناصر کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کا مکتوب گرامی......ش: ۴۴...... 35

مولانا راشدی کی الشریعہ اور عمار خان سے براءت، حقیقت کیا ہے؟......ش: ۶۰/۶۱/۶۲...... قیمت: 75

دیوبندی بریلوی اختلاف اور شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ......ش: ۴۴...... قیمت 35

محترم جناب حاجی اشتیاق احمد صاحب رحمہ اللہ اور اُن کی تحریرات، از: حمزہ احسانی......ش: ۵۹...... قیمت: 25

اجتماعی ذکر بالجہر کی مجالس کے بارے میں اکابر دیوبند کا موقف......ش: ۶۱/۶۲/۶۳/۶۴/۶۷...... 125

افلحت الوجوہ، غازی ممتاز قادری شہیدؒ......از: مولانا احسن خدامی......ش: ۶۲...... قیمت: 25

غامدی کا جوابی بیانیہ، از: شکیل عثمانی......ش: ۶۴...... قیمت: 25

حدیث کلابِ حوأب اور قاضی طاہر ہاشمی کی تحقیق پر نظر، از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش: ۶۵ تا ۷۵...... قیمت: 150

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا احسانی وعرفانی مقام......از: مولانا محمد ظفر اقبال......ش: ۷۰...... قیمت: 25

اللہ تعالیٰ کے لیے......لفظ ’خدا‘ کا اطلاق......از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش: ۷۱، ۷۲...... قیمت: 40

۱- مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد حسینی......از: حمزہ احسانی......ش: ۷۳...... قیمت: 25

۲- اَفکارِ علوی مالکی: حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی رائے اور مولانا نثار حسینی کی ناانصافی......ش: ۷۳

۳- رسالہ ’’قضیہ کا خاتمہ‘‘ کا تحقیقی جائزہ، مولانا نثار کی ناانصافیوں اور مغالطہ آمیزیوں کی وضاحت......ش: ۷۳

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور مروجہ مجالس ذکر......مولانا عبدالرحیم چاریاری......ش: ۷۶...... قیمت: 25

جاوید احمد غامدی: شخصیت وافکار کا تعارف......صہیب احمد......ش: ۷۷...... قیمت: 25

عریضہ بخدمت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، بابت عقیدہ امامت اور مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ......ش: ۸۳...... قیمت: ۲۵

عقیدہ امامت اکابر اہل سنت کی نظر میں (پچیس سے زائد اکابر اہل سنت کے حوالہ جات)......ش: ۸۳

رابطہ: مولانا احسن خدامی، مکان نمبر 4، گلی نمبر 82 محمود سٹریٹ، محلّہ سردار پورہ، اچھرہ، لاہور

0334-4612774__0307-5687800

یا اللہ مدد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ حق چار یار

قال اللہ تعالیٰ: یاایھا الذین آمنو اتقو اللہ و کونو امع الصدقین۔ [القرآن]

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: البرکۃ مع اکابر کم۔ [الحدیث]

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ کے تلمیذِ رشید و خلیفہ مجاز

قائد اہل سنت وکیل صحابہؓ حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین نوراللہ مرقدہ کی تحریرات کی روشنی میں

مولانا عزیز الرحمن ہزاروی سے اختلاف کی

بارہ ۱۲ وجوہات

معہ

اکابر اہل سنت، مولانا ہزاروی کی جارحیت کی زد میں

خادم اہل سنت

عبدالرحیم چار یاری

سید محمد امین شاہ

جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن شیخوپورہ روڈ فیصل آباد پاکستان

رابطہ: 0321-7837313 ، 0307-5687800

مولانا مفتی ابولبابہ شاہ منصور

زینب کے اصل قاتل کون؟

ایک اور کلی ظالم خون آشاموں کی سنگ دلی اور جنسی درندوں کی شہوت پرستی کی بھینٹ چڑھ گئی۔ ملک بھر میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی اور مطالبہ ہورہا ہے کہ ظالموں کا سراغ لگا کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے، کیفر کردار تک پہنچانے والے خود ہی ظالم ہوں تو ظالم اپنے انجام کو کیسے پہنچے؟؟؟

جی ہاں! اس سانحے کا سب سے پہلا ذمہ دار ہماری وزارتِ اطلاعات ہے، جس نے پہلے بھارتی فلموں کا رواج بڑھنے دیا، پھر مغرب سے درآمدہ تہذیب کو پنپنے دیا۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے مشرقی تہذیب کا خون ہونے دیا۔ جس عمر میں انسان کے اندر شہوت کی آگ لگی ہو، اس کچی عمر میں آپ اسے ذرائع ابلاغ کے ذریعے مزید بڑھکاوا اور ہردم بڑھاوا دیں گے تو یہی کچھ ہوگا۔ درندہ صفت شیطان معصوم بچیوں سے ہوس کی آگ بجھائیں گے، پھر عوام سڑکوں پر ٹائر جلائیں گے لیکن اس کا دھواں حقیقی مجرموں کے چہرے چھپا دے گا۔

اس کا دوسرا ذمہ دار وہ چینلز ہیں جن کے مالکان اپنی تجوریوں کا جہنم بھرنے کے لیے ''عشق ممنوع'' جیسے ڈرامے اور انگریزی فلمیں اُردو پشتو میں ڈب کر کے چلاتے رہے۔ ہم چلاّتے رہے، لیکن کسی نے نہ سنی۔ اَب معصوم بچیوں کی روحیں فریاد کررہی ہیں، لیکن چینلوں کو لگام ڈالنے والے اسلامیانِ پاکستان اور مشرقیت کے تحفظ کا بیڑا اُٹھانے والوں کو شدت پسندی کا طعنہ دینے سے فارغ ہوں تو انہیں اس ظلم عظیم کے اصل ذمہ داروں کو بے نقاب کرنے کی فرصت ملے۔

اس کا تیسرا ذمہ دار ہمارے اینکر پرسن، ہمارے ہاں کا سیکولر ولبرل طبقہ، تجدد پسند نام نہاد اسلامی اسکالر اور سوشل میڈیا کے بزرجمہر ہیں جو ۹/سالہ بچیوں کو پردہ کرانے پر تنقید کرتے نہ تھکتے تھے، آج ۷/سالہ بچیوں سے درندگی کا سلوک ہونے پر ٹسوے بہا رہے ہیں۔

اس دلخراش سانحے کے ذمہ دار تعلیم گاہوں کی انتظامیہ بھی ہے جو مخلوط تعلیم کو اعتماد میں اضافے کا ذریعہ، موسیقی کو روح کی غذا اور رقص کو ترقی کا زینہ قرار دے کر نصاب سے آیات واحادیث اور اسلامی تاریخ نکالنے اور جنسی تعلیم داخل کرنے پر خوشی سے پھولے نہ سماتی تھی۔ معصوم زینب کا خون ان کے ہاتھوں پر کوئی کیوں تلاش نہیں کرتا؟؟؟ کیوں ہمیں دھوکے پر دھوکا دیا جارہا ہے؟

سراغ تو کھوجی کی ناک تلے ہے، وہ اپنی ناک بچانے کے لیے کتنی کلیوں کے مسلے جانے کا جرمِ مسلسل کرتا رہے گا!

☆☆☆☆